مذہبِ اہلسنت کا ترجمان یعنی مسلک اعلیٰ حضرت
کا نقیب و پاسبان

سہ ماہی

امین شریعت

بریلی شریف

فروری
مارچ
اپریل
۲۰۱۸ء

Feb.
Mar.
Apr.
2018

Vol. : 1

Issue : 5

RNI NO.: UPURD/2017/72176

₹ 30/-





استاذ زمن کی خدمات پر کام کی ضرورت

تبلیغی جماعت کے احوال

غوث اعظم کا عقیدہ

امام احمد رضا اور تشدد ایک جائزہ

حضور امین شریعت اسلام کے عظیم داعی اور مبلغ

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اشرف رضا قادری

بیادگار: حضور امین شریعت حضرت مولانا مفتی محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمہ، بریلی شریف

زیر سرپرستی: شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد سلمان رضا خان صاحب مدظلہ العالی

Vol. : 2
Issue : 5
February. to April. 2018

مذہبِ اہلسنت کا ترجمان یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

سہ ماہی امینِ شریعت بریلی شریف

مجلسِ ادارت

مفتی محمد خالد علی رضوی شمسی
اروِل بہار
ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری
پٹنہ
مولانا مفتی راحت خاں رضوی
بریلی شریف
مولانا محمد قمر الزماں مصباحی
پٹنہ
مفتی شمشاد حسین رضوی
بدایوں
مفتی محمد اختر حسین علیمی
جمداشاہی
مولانا انیس عالم سیوانی
مولانا محمد مفتی ذوالفقار خاں نعیمی
کاشی پور
مولانا نشتر فاروقی رضوی
بریلی شریف
مولانا مفتی مقصود عالم ضیائی
کرناٹک
مولانا محمد عبدالمالک مصباحی
جمشید پور
مولانا شاہد القادری رضوی
کلکتہ

مجلسِ مشاورت

مولانا مفتی عسجد رضا خاں قادری
بریلی شریف
مولانا مفتی سید حسینی میاں اشرفی
ناگپور
مولانا عدنان رضا قادری
بریلی شریف
مولانا مفتی عاشق حسین کشمیری
مولانا حبیب رضا خاں قادری
بریلی شریف
مولانا عمران رضا خاں "سمنانی میاں"
بریلی شریف
مولانا مفتی شاکر علی رضوی مصباحی
کانکیر شریف
عتیق الرحمن رضوی
مالیگاؤں
الحاج ہارون عثمان صاحب
دھمتری
الحاج غیاث الدین عرف ثاقب رضوی
رائے پور
الحاج عبدالرشید رضوی
رائے پور
محترم عبدالصبور برکاتی رضوی
بریلی شریف

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری

مدیر
مولانا محمد سفیان رضا قادری

قانونی انتباہ!

کسی بھی طرح کی چارہ جوئی صرف بریلی کورٹ میں قابل سماعت ہوگی۔ مضمون نگار کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

اس شمارہ کی قیمت ۳۰ روپے | سالانہ ممبر شپ ۲۰۰ روپے | بیرون ممالک سے ۲۰ امریکی ڈالر

AMEEN-E-SHARIAT RNI NO.: UPURD/2017/72176

Owner, Publisher & Printer Mohammad Ashraf Khan Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly (U.P.) Published from 110, Kanker Tola, Near Dargah Ameen-e-Shariat, Old City, Bareilly (U.P.) 243005 Editor Mohammad Ashraf Khan

حسن ترتیب

حمد الٰہی:

ہے پاک رتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا

ہے پاک رتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل، عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے، آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اِس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئنوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اِس بے کسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمتِ بے کس نواز کا

مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

□□□

اداریہ:

استاذِ زمن علامہ حسنؔ رضا خاں بریلوی کی خدمات پر کام کی ضرورت و اہمیت

محمد اشرف رضا قادری

زمانہ سازی ہر دور کی اہم ضرورت رہی ہے۔ بزمِ ہستی کو سنوارنے کے لیے خدائے قدیر نے جن شخصیات کو چُنا، انھوں نے اپنے اپنے زمانے میں دین کی صحیح صحیح تعلیمات پیش کر کے فتنہ وفساد کی آندھیوں کا رُخ موڑ کر متاعِ ایمان کی حفاظت کی۔ طوفانوں کی زد پر عشق وعرفان کے ہزاروں چراغ روشن کیے جن سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کہکشاں سج گئی۔ تاریکیوں کی چادر سمٹ گئی۔ یقیں کے اُجالے پھیل گئے۔ دل وجاں وجد کناں جھک گئے بہرِ تعظیم۔ اور باطل کے فتنے نامُراد ہوئے۔ ایسی انقلاب آفریں شخصیات میں نمایاں نام امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ہے؛ جن کی خدمات کا شہرہ آفاقی ہے؛ جن کے فتاویٰ کی تحقیقی حیثیت کا اعتراف عرب وعجم کے اساطین علم وفضل کو ہے؛ جن کی نعتوں نے دلوں کی دنیا میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندنی بکھیر دی اور عرفان وایقان کی خوش بو دور دور تک پھیلی؛ جن کے نغماتِ دل پذیر "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" اور "سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم" کی صدائے دل نواز سے فضا گونج گونج اُٹھی۔ انھیں کے دسترخوانِ علم کے خوشہ چیں کا نام استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی ہے۔ جن کا ذکر ان سطور میں مقصود ہے۔ جنھیں برادرِ اعلیٰ حضرت ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

استاذِ زمن پر کام کی ضرورت

بزمِ شعر وسخن میں حضرت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی کا نام حروفِ زریں سے لکھا دکھائی دیتا ہے۔ گرچہ آپ کی وجہِ شہرت دینی خدمات اور بالخصوص نعت گوئی ہے۔ آپ کی دینی خدمات میں مقدار سے زیادہ معیار کا پہلو نمایاں ہے؛ گرچہ بزمِ دینیہ سے بھی اب تک تمام نگارشات کا جلوہ منصۂ شہود پر نہ آسکا، جس کے انتظار کا لمحہ طویل ہوتا جا رہا ہے۔ یوں ہی شعر وسخن کی بزم میں آپ نے جو گل ولالہ کھلائے؛ اس پر تو اب تک کئی تہیں پڑی ہوئی ہیں؛ اہلِ ادب ان کی ادبی نگارشات کے جلوے دیکھ لیں تو عش عش پکار اٹھیں؛ اہلِ دل اشعار میں غواصی کریں تو کنزِ نہاں کے موتیوں سے جیبِ دروں بھر بھر دیں۔

ویسے خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی خدمات کے کئی پہلو ہیں۔ کئی جہات سے ان پر کام کی ضرورت ہے۔ ان میں ایک نمایاں شان ہے استاذِ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی کی؛ جن کی خدمات کے کئی ایک جلوے اب تک چھپے ہوئے ہیں۔ ایک صدی گزر گئی لیکن اب تک آپ کی تصانیف، نگارشات، ادبی شہ پارے، فنی محاسن کے جلوے، شرعی مسائل پر مبنی رسائل منظر عام پر

نہ آ سکے؛ سوائے چند کے۔ یہ المیہ ہے کہ ہم نے ان کے علمی خزینوں کو اب تک گوشۂ گمنامی میں رکھا ہے۔ علم وفن اور شان و شوکت کا دنیا اعتراف کرتی ہے، شرط یہ ہے کہ علمی وفنی جواہر سامنے لائے جائیں۔

سمتیں اور امکانات

یوں تو استاذِ زمن کی ہمہ جہت خدمات اور صالح افکار کی بہت سی جہتیں ہیں جن پر کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ یونیورسٹیوں میں مقالۂ تحقیق قلم بند کیے جا سکتے ہیں۔ اہل ادب خامہ فرسائی کر کے ادبی دنیا میں نکھار لا سکتے ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کی حیات کے اخلاقی، عملی اور استقامت کے پہلو کو اجاگر کیا جائے تا کہ تعمیر شخصیت کا گوشہ تقویت پائے اور مسلمانوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع فراہم ہو۔

انھیں تقاضوں کے پیش نظر مجلہ امین شریعت کا ''استاذِ زمن نمبر'' نکالنے کا عزم وارادہ ہے۔ اس سلسلے میں استاذِ زمن کی خدمات، مطبوعات، تحریرات، ادبی نگارشات ودیگر پہلوؤں پر کئی گوشے اجاگر کیے جائیں گے۔ جس کے لیے اہلِ قلم، اربابِ تحقیق اور صاحبانِ تصنیف سے گزارش ہے کہ قلم کو جنبش دیں، آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے کسی ایک پہلو پر مقالہ، مضمون یا تجزیہ لکھ کر ہمیں مہیا کریں تا کہ استاذِ زمن نمبر کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا جا سکے۔ آپ کا تعاون علم وتحقیق کی بزم میں ہمارے حوصلوں کو استقامت عطا کرے گا اور بہت جلد استاذِ زمن نمبر آپ کے مطالعہ کے میز کی زینت بنے گا۔

چند عنوانات:

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمات وحیات کے تناظر میں چند عنوانات ذہن میں آئے جنھیں یہاں درج کیا جاتا ہے:

استاذِ زمن کا خاندانی پس منظر
استاذِ زمن کے والد ماجد علامہ نقی علی خاں بریلوی/ دادا حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی
استاذِ زمن کے برادرِ اکبر امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت
استاذِ زمن کے مرشد گرامی علیہ الرحمہ
استاذِ زمن اور ذوقِ شعر وسخن
استاذِ زمن کی تصانیف کا علمی تعارف
استاذِ زمن اور نثر اردو
استاذِ زمن اور تصلب فی الدین
استاذِ زمن اور تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
استاذِ زمن کی تصانیف کے اعتقادی پہلو
استاذِ زمن کی تصانیف کے اصلاحی پہلو

استاذِ زمن اور اردو نعت گوئی
استاذِ زمن کا رنگ تغزل
ثمر فصاحت کا تجزیاتی مطالعہ
ذوق نعت کا تجزیاتی مطالعہ
فکر حسنؔ اور فکر رضاؔ: فکری ہم آہنگی
مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ میں کاوشاتِ حسنؔ
استاذِ زمن کا تبحر علمی
استاذِ زمن اور استقامت فی الدین
استاذِ زمن اور ماہ نامہ بہارِ بے خزاں
استاذِ زمن اور ہفتہ وار روز افزوں
استاذِ زمن کی غیر مطبوعہ کتابیں
استاذِ زمن کا شجرۂ طریقت
استاذِ زمن کی اشاعتی خدمات
مطبع اہلسنّت و جماعت بریلی سے استاذ زمن کی وابستگی
استاذِ زمن کے اساتذہ
استاذِ زمن کے اسلوب کی معنویت
استاذِ زمن کے تلامذہ وخلفا
استاذِ زمن: اولا د امجاد کی علمی خدمات
دبستانِ روہیل کھنڈ کا نمائندہ شاعر حسنؔ بریلوی

مزید غور وفکر کیا جائے تو کئی عنوانات متعین کیے جاسکتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اہلِ علم متوجہ ہوں۔ آپ کی خدمات پر لکھیں، لکھوائیں، چھاپیں، چھپوائیں، مواد حاصل کریں۔ اوجھل جواہر سامنے لائیں۔ آپ کی غیر مطبوعہ تصانیف کی اشاعت کی جائے۔ مطبوعہ تصانیف کو از سرِ نو شائع کیا جائے کہ علم کے متلاشی فیض یاب ہوں۔ اِسی کے ساتھ اہلِ قلم متذکرہ عنوانات پر خامہ فرسائی کریں تا کہ امین شریعت کا استاذِ زمن نمبر جلد شائع ہو کر فکرِ حسنؔ کی اشاعت میں سرگرم عمل ہو۔ ؎

اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے　　　دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

☆☆☆

نوٹ: رجب کی آخری دہائی تک آپ اپنے کمپوز شدہ مقالے دیے گئے ای میل آئی ڈی پر روانہ فرمائیں ادارہ آپ کا مشکور ہوگا۔

92ashrafrazakhan@gmail.com Mob. 9837817726

فقہیات رضا:

جانوروں کے شرعی احکامات

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

مولانا محمد شاہد القادری {چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ} 9231506317

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں اورانہیں آباد رکھنے کے لئے چاندوتارے اورسورج کی تخلیق فرمائی اورزمین کو آباد رکھنے کے لئے انسان، جنات، پہاڑ، سمندر، پیڑ، پودے، جانور، چرندو پرند، خشک وتر کو پیدا فرمایا، ان تمام چیزوں سے کسی نہ کسی طرح انسان اور جنات کا مفاد وابستہ ہے، جن سے انسان اور جنات فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں، ان مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق جانور بھی ہے، جانوروں میں کچھ پالتوں جانور ہیں جیسے گائے، بیل، بھینس، اونٹ، گھوڑے وغیرہ، تو کچھ وحشی جانور بھی ہیں جیسے شیر، ببر، چیتا، بھیڑئے، گینڈے وغیرہ، کچھ جانور ما کول اللحم ہیں جیسے بکری، بھیڑ، دنبہ، خصی، وغیرہ، تو کچھ جانور غیر ما کول اللحم ہیں، جیسے لومڑی، بھالو، گدھا، خچر، بندر وغیرہ، کچھ جانور چوپائے ہیں جیسے نیل گائے، ژرافہ، ہاتھی، خرگوش، بلی وغیرہ، تو کچھ جانور دو پائے ہیں جیسے مرغا، بطخ، فاختہ، کبوتر، کوا وغیرہ، کچھ جانور اڑنے والے ہیں جیسے چیل، گدھ، گوریا، کوئیل، طوطا وغیرہ تو کچھ جانور رینگنے والے ہیں جیسے سانپ، چھپکلی، گرگٹ وغیرہ، تو کچھ جانور چلنے والے ہیں جیسے ہرن، سانڈ، کتا، وغیرہ، تو کچھ جانور خشکی پر رہتے ہیں جیسے مرغی، بچھو، ہدہد وغیرہ، تو کچھ جانور پانی میں رہتے ہیں جیسے مچھلی، مگرمچھ، مینڈک، کچھوا، دریائی گھوڑا وغیرہ۔

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں تو ہماری زندگی کے مختلف مسائل بھی ہیں، اوران مسائل کا تعلق کسی نہ کسی زاویئے سے قانون شریعت سے ہے، یہ وہ حقیقت ہے جن سے ہم انحراف نہیں کرسکتے ہیں، اسی طرح جانوروں میں کچھ حرام ہیں تو کچھ حلال، اور ہم مسلمان حلال وحرام کا فیصلہ شریعت کی کسوٹی پر کرتے ہیں تا کہ عنداللہ وحبیبہ الکریم مجرم نہ گردانے جائیں، اس لئے جانوروں کے تعلق سے شریعت اسلامیہ نے ہم مسلمانوں کو جو قانون دیا ہے ہم ان قوانین کے مکلف ہیں اوران سے روگردانی عتاب الٰہی میں گرفتار ہونا یقینی ہے۔

چودہویں صدی کے مجدد برحق، فقیہ اسلام سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (ولادت: ۱۲۷۲ھ۔ وصال: ۱۳۴۰ھ) کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم فقہ میں جس قدر بصیرت عطا فرمائی تھی بقول ڈاکٹر محمد اقبال کے ''سیدنا امام اعظم علیہ الرحمہ کے زمانے میں ہوتے تو حضرت امام اعظم مولانا احمد رضا کو اپنے شاگردوں میں شامل فرما لیتے'' آپ فقہ کے تمام اسرار ورموزات پر مہارت تامہ رکھتے تھے، سائل نے جس موضوع پر آپ کی بارگاہ سے استفتاء کیا، حضرت فقیہ اسلام نے اس سوال کا جواب دلائل و براہین سے مزین کرکے تشفی بخش عطا فرمایا، اور مخالف کے لئے انگلی رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ جانوروں کے تعلق سے بھی آپ کی

بارگاہ عالی میں استفتا کئے گئے،کبھی زکاۃ کے حوالے سے،کبھی قربانی کے حوالے سے،کبھی ماکول اللحم اور غیرماکول اللحم جانور کے حوالے،ان تمام سوالات کے جوابات فتاویٰ رضویہ ۱۲ر مجلدات میں محفوظ ہیں۔اور راقم کا موضوع بھی یہی ہے کہ جانوروں کے تعلقات سے حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے شریعت مطہرہ کی روشنی میں جو اپنی تحقیقات پیش کی ہیں ،انہیں صفحات قرطاس پر یکجا کر کے قارئین کے ذوق مطالعہ کو پروان چڑھایا جائے اور افادات رضویہ سے بہرہ مند کیا جائے۔

قرآن کریم سے جانوروں کے احکام کے بارے میں چند آیات کریمہ ملاحظہ کریں:

☆ اس نے یہی تم پر حرام کئے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا(البقرۃ:۱۷۳)

☆ تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو،لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو،بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے(المائدہ:۱)

☆ اے محبوب ﷺ تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لئے،انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا،اس سے انہیں سکھاتے،تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور اس پر اللہ سے ڈرتے رہو،بے شک اللہ تعالیٰ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی (المائدہ:۴)

☆ تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی ،کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام،مگر یہ کہ مردار ہو،یا رگوں کا بہتا خون،یا بد جانور کا گوشت،وہ نجاست ہے،یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا،تو جو ناچار ہوا،نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے،تو بیشک اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے(الانعام:۱۴۶)

احادیث نبویہ سے جانوروں کے احکام کے بارے میں چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا ہے۔(ابوداؤد شریف:ج:۲،ص:۳۱۴)

☆ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جانور کوئی ذمہ نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ مجبور ہیں۔(مسلم شریف:ج:۲،ص:۷۳)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اس پر اللہ کی لعنت ہے جو کسی جاندار کو مثلہ کرے(المعجم الکبیر للطبرانی،ج:۱۰،ص:۱۰۷)

☆ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ہر گرم جگر والے کو(جانوروں) کھلانا ثواب ہے(بخاری شریف،ج:۲،ص:۸۸۹)

☆ حضرت زید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حالت احرام میں کون سے جانور مارنا جائز ہیں؟فرمایا:مجھ سے ازواج مطہرات میں سے کسی نے فرمایا:کہ حضور اقدس ﷺ نے ان چھ جانوروں کو مارڈالنے کا حکم فرمایا:(۱)بورایا ہوا کتا(۲)چوہا(۳)بچھو(۴)چیل(۵)کوا(۶)اور سانپ،اور نماز میں بھی یہی حکم ہے(مسلم شریف،ج:۱،ص:۳۸۲)

☆ جانوروں کے تعلق سے مجدد برحق فقیہ اسلام سیدنا

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے قرآن مقدس، احادیث نبویہ اور فقہ کے امہات الکتب کی روشنی میں جو شرعی احکامات بیان کئے ہیں، نذر قارئین ہیں:۔

گرگٹ:

اللہ تعالیٰ نے اسے انوکھے انداز میں پیدا فرمایا ہے، تاکہ بغیر حرکت و مقصد کے اپنا رزق و قوت حاصل کر سکے، گرگٹ بغیر کسی مشقت و تکلیف کے اپنی آنکھیں چاروں طرف گھما پھرا سکتا ہے، جس درخت پر ہوتا ہے اس کا رنگ بدل لیتا ہے، کہ دیکھنے والا ادراک نہیں کر سکتا کہ اس پر کوئی جانور ہے، اور دونوں کا رنگ یکساں ہو جاتا ہے، جب اس کو بھوک لگتی ہے تو شکار کے قریب جا کر برق رفتاری سے اس کو اچک لیتا ہے، پھر رنگ تبدیل کر کے درخت پر آجاتا ہے، زبان بھی اس کی طویل ہوتی ہے، کم از کم تین بالشت دوری پر واقع شئے کا شکار کر لیتا ہے، یہ مختلف رنگ اختیار کر لیتا ہے، جیسے لال، پیلا، سبز وغیرہ (حیاۃ الحیوان، ج:۱،ص:۱۴۵)

حضرت فقیہ اسلام علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ اگر گرگٹ کنواں میں گر جائے تو حکم شرع کیا ہوگا؟

''گرگٹ چوہے کے حکم میں ہے، اگر کوئیں سے مردہ نکلے اور پھولا پھٹا نہ ہو ۲۰؍ڈول نکالے جائیں گے'' (حصہ اول،ص:۵۵۹)

گدھا، خچر:

گدھے کی ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ جب وہ شیر کی بو سونگھ لیتا ہے، تو شدت خوف کے باعث نہایت پریشان ہو جاتا ہے اور بھاگنے لگتا ہے۔ گدھا اور گھوڑا ایسے جانور ہیں جو ایک دوسرے پر جفتی کرتے ہیں، گدھا ۳۰؍ماہ کی عمر میں قابل جفتی ہوتا ہے، گدھے اور گھوڑے کی باہم جفتی کرنے سے ایک ایسی نوع پیدا ہوتی ہے جو بہت زیادہ بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتی ہے جس کو بر صغیر میں خچر کہتے ہیں (حیاۃ الحیوان۔ج:۱،ص:۱۵۷)

گدھے کا تذکرہ حدیث پاک میں:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تم گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو شیطان سے، کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھ کر چلاتا ہے'' (حدیث)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تم رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو اللہ کی پناہ طلب کرو شیطان مردود سے، کیونکہ کتا اور گدھا ان بلاؤں کو دیکھ کر بولتے ہیں، جنہیں انسان نہیں دیکھ پاتے اور جب رات کا وقت ہو جائے تو پھر گھروں میں سے بھی نہ نکلو کیونکہ رات میں تکلیف دہ جانور اور کیڑے نکل آتے ہیں'' (حدیث)

حضرت فقیہ اسلام محدث بریلوی علیہ الرحمہ گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی کے بارے میں حکم شرع بیان فرماتے ہیں:

''گدھے کا جھوٹا پانی موجود ہے، اس سے وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے، ان دونوں نمبروں میں اختیار ہے چاہے وضو پہلے کرے خواہ تیمم، اور بہتر یہ ہے کہ وضو پہلے کرے اور ان دونوں میں وضو بلا نیت جائز نہ ہوگا تیمم کی طرح، اس وضو میں بھی نیت شرط ہے (تنبیہ) یہی حکم خچر کے جھوٹے کا ہے، اگر گدھی پر گھوڑا اپڑنے سے پیدا ہوا ہو، ہمارے ملک میں عام خچر وہ ہیں کہ گھوڑی پر گدھا ڈال کر لئے جاتے ہیں، ان خچروں کا جھوٹا مشکوک نہیں طاہر ہے، ان کا حکم گھوڑے کی مثل ہے کہ جانوروں میں اعتبار ماں کا ہے (حصہ اول،ص:۶۴۴)

★ گدھے کا گوشت حرام ہے، غزوۂ خیبر کے روز حرام

ہوا، یوہیں متعہ (حصہ پنجم ،ص: ۲۴۳، حاشیہ)

بچھو:

بچھو سیاہ، سبز اور زرد رنگ کا ہوتا ہے، یہ تینوں قسمیں مہلک ہیں، لیکن سب زیادہ سبز رنگ کا مہلک ہوتا ہے، ہرے بچھو کے متعلق عام طور پر لوگوں کا گمان ہے کہ جب اس کی مادہ حامل ہوتی ہے تو بچہ کی ولادت اس کی ماں کی موت کا سبب بن جاتی ہے، کیونکہ جب بچے پیٹ کے اندر پورے ہوجاتے ہیں تو وہ اپنی ماں کا پیٹ کھا کر چاک کر دیتے ہیں، لیکن ماہرین حیوانیت اس سے اتفاق نہیں رکھتے ہیں، بلکہ ان کا کہنا ہے کہ بچھی اپنے منہ سے جوں کی طرح بچے جنم دیتی ہے، بچھی دوران حمل بہت تیز مزاج ہوجاتی ہے، بچھو کے آٹھ ٹانگیں ہوتی ہے، اور اس کی آنکھیں پشت پر ہوتی ہے، یہ نہ مردہ کو کاٹتا ہے نہ سوئے ہوئے کو تاوقتیکہ سویا ہوا آدمی ہاتھ پیر نہ ہلائے (حیاۃ الحیوان، ج:۳،ص:۱۸۰)

حدیث میں بچھو کا ذکر:

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں ''ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے بچھو نے کاٹ لیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت فرمائے کہ وہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نمازی کو، لہذا! اس کو حل اور حرم میں جہاں پاؤ مار ڈالو'' (ابن ماجہ شریف)

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''ایک مرتبہ آپ ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت بھیجے کہ وہ کسی نمازی اور غیر نمازی، نبی یا غیر نبی کو کاٹے بغیر نہیں چھوڑتا، اور آپ ﷺ نے جوتا اتار کر اس کو مار ڈالا، پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگا کر اس کو کاٹے کی جگہ پر ملا، اور سورہ اخلاص اور معوذ تین پڑھ کر دم کیا'' (الحدیث)

حضرت فقیہ اسلام علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں بچھو کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:۔

☆ رماد (خاک) عقرب کہ عقرب (بچھو) نر کولو ہے یا تانبے یا مٹی کے برتن میں رکھ کر سر خمیر سے بند کر کے اس تنور میں شب بھر رکھتے ہیں، جسے گرم کر کے آگ اس میں سے بالکل نکالی ہو، اور سر تنور بند کر دیتے ہیں کہ گرمی باقی رہے، اور تاکید ہے کہ تنور بہت گرم نہ ہو کہ عقرب خاک نہ ہو جائے۔۔۔۔ اور صبح نکال کر سنگ گردہ ومثانہ وعسر البول وغیرہا کے لئے استعمال کرتے ہیں اور شرعاً ناجائز ہے، (اسی طرح اسی صفحہ پر حاشیہ میں ہے) بچھو کی خاک کہ سنگ گردہ وغیرہ کے لئے کھلائی جاتی ہے، شرعاً حرام ہے اور ایسا علاج ناجائز ہے'' (حصہ اول۔ص:۶۷۸)

☆ اس جانور کا جھوٹا جس میں خون سائل نہیں جیسے بچھو وغیرہ اس میں کراہت بھی نہیں (حصہ اول،ص:۴۱۵)

☆ اگر کوئیں میں سے کوئی جانور مردہ سڑا ہوا نکل آئے تو اس کوئیں کے پانی کا کیا حکم ہے؟ جواب: اگر جانور میں دم سائل نہ تھا جیسے مینڈک، بچھو، مکھی، بھڑ وغیرہ تو پانی پاک ہے، اگر دم سائل تھا تو ناپاک ہے، کل پانی نکالیں (حصہ اول ،ص:۵۷۴)

کتا:

کتا نہایت محنتی اور وفادار ہوتا ہے، اس کا شمار نہ درندوں میں ہوتا ہے اور بہائم میں، نر مادہ سے قبل بلوغ کو پہنچ جاتا ہے، مادہ کو ایک سال پورا کرنے کے بعد شہوت ہوتی ہے، کتے کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے مالک کی حفاظت اور اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کے گھر کی حفاظت کرتا ہے، کتے میں تادیب وتعلیم وتلقین کا جوہر موجود

ہے، کچھ خاص دنوں میں کتے کو امراض سوداوی لاحق ہوتے ہیں، اس کے اندر ایک قسم کا جنون عارض ہوتا ہے اس حالت میں صحت مند کتے بھی بھاگتے ہیں، کالا کتا دوسرے کتوں سے زیادہ بے صبرا ہوتا ہے (حیاۃ الحیوان، ج:۳، ص:۳۳۲)

حدیث شریف میں کتا کا ذکر:

☆ حضرت عمر بن شعیب سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مقتول شخص پر نظر پڑی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہ کیسے مارا گیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اس شخص نے بنی زہرہ کی بکریوں پر حملہ کر کے ان کی ایک بکری پکڑ لی تھی،، چنانچہ بنی زہرہ کے پہرہ کردی کتے نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ہلاک کر دیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی جان سے تو گیا ہی ساتھ ساتھ اپنی دیت بھی کھوہ بیٹھا، علاوہ ازیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی، اور اپنے بھائی کی خیانت بھی، لہٰذا اس سے اچھا تو کتا ہی رہا (الحدیث)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گہرے سیاہ رنگ کا کتا شیطان ہے (مستدرک للحاکم، ج:۱، ص:۱۶۰)

حضرت فقیہ اسلام امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کتے کے تعلق مسئلہ بیان کرتے ہیں:

☆ آئمہ فرماتے ہیں اگر جنگل میں ایک کتا اور ایک حربی کافر پیاس سے مرے جاتے ہوں اور مسلمان کے پاس ایک کی پیاس کے قابل پانی ہے تو کتے کو پلائے اور حربی کو نہ دے (حاشیہ حصہ اول، ص:۴۲۱)

☆ ایک کنواں میں سے ایک کتا نکلا، وہ مرا ہوا تھا، معلوم نہیں کب گر گیا تھا، اس کا پانی عدم واقفیت کی وجہ سے استعمال میں آتا رہا، جس صبح کو وہ کتا برآمد ہوا، اس سے قبل اس پانی سے سر دھویا فوراً چادر سے اس کو پونچھ کر تر کی ٹوپی اوڑھی، اس وقت سر میں نمی موجود تھی، پانی کا کچھ نہ کچھ اثر ٹوپی میں ضرور پہنچا ہوگا، اس حالت میں ٹوپی پاک رہی یا ناپاک اور اس کوئیں سے کتنا پانی نکالا جائے گا؟ اس کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

"(کوئیں سے) کل پانی نکالا جائے گا، جب کہ سر پونچھ ڈالا تھا تو ٹوپی ناپاک نہ ہوئی، صرف نم باقی رہنا ناپاک کرنے کو کافی نہیں، جب تک اتنی تری نہ کہ نچوڑے سے بوند ٹپکے" (حصہ اول، ص:۵۷۰)

☆ اگر سگ (کتا) کنواں میں گر پڑے اور اس کے منہ کے پانی میں داخل ہونے کی ثبوت نہیں ملتی، پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: زیادہ احتیاط یہ کہ کل پانی نکالیں کہ بہت مشائخ کے نزدیک وہ نجس العین ہے، مگر صحیح و معتمد یہ کہ اس کا حکم باقی سباع (درندوں) کے مثل ہیکہ صرف لعاب ناپاک ہے، تو اگر منہ میں پانی نہیں پہنچا صرف ۲۰ ڈول تطییب قلب کے لئے کافی ہے (حصہ دوم، ص:۱۳)

☆ حلوائیوں کی کڑاہیوں کو کتے چاٹتے ہیں، انہیں کڑاہیوں میں وہ شیرنی بناتے ہیں اور دودھ گرم کرتے ہیں، ان کے یہاں کی شیرنی یا دودھ لے کر کھانا پینا درست ہے کہ نہیں؟

جواب: طہارت و نجاست ظاہری میں شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احتمال سے نجاست ثابت نہیں ہوتی، جس خاص شئے کی نجاست معلوم ہو، وہی خاص نجس حرام ہے (دوم، ص:۱۲۹)

☆ کھانا پلنگ پر کسی برتن میں رکھا ہوا تھا اور قریب ہی ایک کتے کو کھڑا دیکھا، کسی نے منہ ڈالتے نہیں دیکھا، البتہ کچھ نشانات کھانے کے گرنے کے اور برتن میں بھی اس طرف جس طرف کتا کھڑا تھا کچھ خالی دیکھی، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: جب کہ اس طرف برتن خالی ہونے اور کھانا گرنے کی اور کوئی وجہ ظاہر نہ ہوا اور کتا موجود ہے تو ضرور اس نے کھایا اور کھانا ناپاک ہوگیا، اگر تر مثل شیر وشوربا ہے تو سب خشک مثل برنج ہے تو جہاں منہ لگا ہے، وہاں سے اتار پھینک دیں، باقی پاک ہے۔ (حصہ دوم/ص:۱۳۶)

بلی:

بلی کی تخلیق شیر کی چھینک سے ہوئی ہے، جنگلی بلی جو لومڑی سے ملتی جلتی ہے، اور گھریلو بلی کے ہم شکل ہوتی ہے، یہ جانور متواضع ہے، انسانوں کے گھروں سے مانوس ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو چوہوں کو دفع کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، بلی کئی رنگوں میں پائی جاتی ہے، جیسے کالا، چتکبرا، سفید، زردی مائل وغیرہ (حیاۃ الحیوان، ج:۲،ص:۴۸۴)

بلی کا تذکرہ حدیث میں:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عورت جہنم میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھے رکھا تھا، نہ خود کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کا گرا پڑا یا جو جانور اس کو ملتا کھاتی (مسلم شریف، ج:۲،ص:۲۳۷)

☆ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ یعنی بلی ناپاک نہیں ہے (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲،ص:۴۴۲)

حضرت مجدد اعظم فقیہ اسلام رضی اللہ عنہ بلی کے بارے میں حکم شرع بیان کرتے ہیں:

''شکاری پرندوں اور حشرات الارض اور بلی اور چھوٹی ہوئی مرغی کا جھوٹا جب کہ طہارت یا نجاست پر یقین نہ ہو اس وقت مکروہ ہے جب کہ دوسرا صاف پانی موجود ہو'' (حصہ اول/ص:۴۱۵)

گائے/بیل/بھینس:

گائے/بیل/بھینس نفع بخش جانور ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانوں کے تابع اور فرمانبردار بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ انسان ہی ان کے دشمنوں سے نجات دلاتا ہے، بے سینگ کے بیل کا ہتھیار اس کے سر میں ہوتا ہے، چنانچہ وہ سر کو سینگ کی جگہ استعمال کرتا ہے، گائے کی چند قسمیں ہوتی ہیں، اسی کی ایک قسم بھینس کہلاتی ہے، یہ سب سے زیادہ دودھ دیتی ہے، اس کا جسم سب سے بڑا ہوتا ہے، زمخشری لکھتے ہیں'' دیگر جانوروں میں ہاتھی، گینڈا اور بھینس زیادی طاقتور ہوتے ہیں'' (حیاۃ الحیوان، ج:۱،ص:۳۹۱)

حدیث شریف میں گائے کا ذکر:

☆ حضرت عبد بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنھم سے روایت ہے کہ ''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر بہت ناراض وغضبناک ہوتا ہے جو گایوں کی طرح زبان کو توڑ موڑ کر کلام کرتا ہے'' (الحدیث)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ'' سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اہل عینہ کے ہاتھوں پر بیعت کرلوگے تو گایوں کی دم تھام لوگے اور کھیتی کو مشغلہ بنالوگے، اور جہاد کرنا چھوڑ دوگے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسے ظالموں اور ذلیل کردینے والوں کو مسلط کردے گا جو تمہیں ایمان سے بالکل نہتے کردے گا، یہاں تک کہ تم اپنے دین پر لوٹ آؤ'' (الحدیث)

حضرت فقیہ اسلام محدث بریلوی رضی اللہ عنہ گائے/بیل/بھینس کے تعلق سے حکم شرع بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

☆ ''کوئیں میں سے گائے یا بھینس کا پٹھا نکلا جو بندش

کے کام میں آتا ہے (اس سے کنواں نجس نہیں ہوتا) طاہر ہے مطلقاً، اگر چہ گل گیا ہو'' (حصہ اول ص:۵۶۱)

☆ ایک کوئیں میں پھکنا (پیشاب کی تھیلی) گر گیا، اس وقت اس میں پیشاب نہ تھا، بلکہ بچے اس میں پھونک رہے تھے، ان کے ہاتھ سے گر گیا یہ نہیں معلوم کہ گائے کا ہے یا بھینس کا، پھکنا نکال لیا گیا، اب کوئیں کی نسبت کیا حکم ہے؟ اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''کنواں پاک ہے، کہ مذبوح ماکول اللحم کا پھکنا بالاتفاق اپنی ذات میں تو کوئی نجاست نہیں رکھتا'' (حصہ اول۔ص:۵۶۲)

☆ گائے ربکری کسی پاک جانور کا بچہ پیدا ہوتے ہی اسی تری کی حالت میں جو وقت پیدائش اس کے بدن پر ہوتی ہے کین یا لگن میں گر جائے اور زندہ نکل آئے پانی پاک رہے گا (حاشیہ حصہ اول رص:۵۶۳)

☆ اس زمانے میں گورنمنٹ نے شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ گاؤں بہ گاؤں مویشی خانہ مقرر کر رکھے ہیں، اس میں لاوارث گائے، بیل، بکری داخل کی جاتی ہیں، اور وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ یوم مویشی خانہ میں اس وجہ سے رہتی ہیں کہ جب مالک مویشی آئے گا، اس وقت زر جرمانہ وزر خوراک وصول کر کے چھوڑا جائے گا، اور جب میعاد مقرر تک مالک راس نہیں آیا تو اس جانور کو حاکم پرگنہ یا حاکم متعلقہ نیلام کر دیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی بیع جائز ہے یا نہیں، اور اگر اس قسم کی گائے، بیل وغیرہ نیلام سے خرید کر بقرعید پر قربانی کرنا اس جانور کا جائز ہے یا نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایسے جانور کو دوسرا شخص خریدے خواہ ہندو یا مسلم پھر اس سے ایک اور شخص خرید کر کے قربانی کرے تو جائز ہے یا نہیں، قربانی کرنے والے کو اس کا علم ہے کہ اس نے مویشی خانے میں سے نیلام خریدی ہے، زید ،عمر دونوں مولوی ہیں، یہ دونوں کہتے ہیں کہ ایسے جانور کی قربانی جائز ہے اور بکر ایک مولوی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ جانور حکم لقیط میں ہے، لہذا ایسے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں؟

جواب: جو چیز بے اطلاع مالک بیچی جائے وہ بیع اجازت مالک پر موقوف رہتی ہے، قبل از اجازت اگر سو بیعیں یکے بعد دیگرے ہوں، سب اسی کی اجازت پر موقوف رہیں گی، اور قبل اجازت اس میں کوئی اس کا مالک نہ ہوگا، نہ اس کا تصرف جائز ہو، نہ اس کی قربانی ہو سکے، لقطہ کا حکم تشہیر ہے، اس کے بعد فقیر پر تصدق نہ کہ بلا تشہیر بیع، ہاں! بعد اطلاع جس بیع کو وہ نافذ کر دے نافذ ہو جائے گی، جب کہ بائع ومشتری ومبیع قائم ہوں (ہفتم ص:۵۳)

چھپکلی:

اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے زہر رکھا ہے، اس کے جسم پر برص کے مثل داغ ہوتے ہیں، اس جانور کا خاصہ یہ ہے کہ اگر اس نمک سا تر ھ ملا دیا جائے تو اس میں برص کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں، اس لئے اگر اس کو انسان کھائے تو برص زدہ ہو جائے، اس کو خواب میں دیکھنا چغلخور، فاسق، فاجر کی جانب اشارہ ہے (حیاۃ الحیوان رج:۲ رص:۴۴۴)

حضرت فقیہ اسلام علیہ الرحمہ چھپکلی کے بارے میں حکم شرع بیان کرتے ہیں:

☆ ''چھپکلی اگر کوئیں میں گر کر مر جائے اور پھول یا پھٹ جائے تو کس قدر پانی کوئیں سے نکالا جائے گا؟ جواب تحریر فرماتے ہیں: سب (پانی نکالا جائے گا) کہ اس میں دم سائل ہوتا ہے، فقیر نے خود اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا ہے (حصہ اول رص:۵۶۷)

☆ ایک سبوچہ سرکہ میں چھپکلی گر پڑی، قریب چار پانچ منٹ بعد کہ سرکہ میں پڑی رہی، بعد ازاں اسے زندہ نکال لیا کہ

بھاگ گئی، ایسی صورت میں اس سرکہ کا کھانا چاہیے کہ نہیں، اور حرام ہے یا کہ مکروہ، اور اگر سرکہ میں مرجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب کہ وہ زندہ نکل آئے سرکہ پاک ہے۔۔۔۔۔۔ پھر اگر اس کا منہ سرکہ میں نہ ڈوبا تیرتی ہی رہی تو اس سرکہ کا کھانا مکروہ ہی نہیں، اور ڈوب گیا تو غنی کے لئے کراہت تنزیہی ہے، فقیر کے لئے اس قدر بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں! اگر مرجائے تو سرکہ کا ناپاک ہوگیا۔ (حصہ دوم رص: ۵۰)

مرغا رمرغی ربطخ:

مرغا کو اپنے بچے سے انسیت نہیں ہوتی ہے، یہ طبعاً احمق ہوتا ہے، جب کسی دیوار سے گرجاتا ہے تو اس میں اتنی سوجھ نہیں رہتی ہے کہ اپنے گھر چلا جائے، مرغ میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کو رات کے اوقات معلوم ہوتے ہیں، جب اس کو بولنے کا وقت آتا ہے تو عین وقت پر بولتا ہے (حیاۃ الحیوان رج: ۲رص: ۳۷۵)

مرغی کی عجیب خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس کے پاس سے کوئی درندہ گزرجاتا ہے تو بالکل نہیں ڈرتی، شہر کی مرغیاں بلی سے زیادہ ڈرتی ہے، مرغی فطرتاً مشترک الطبیعت واقع ہوئی ہے، کیونکہ گوشت بھی کھاتی ہے، مکھیاں، روٹی، اور دانہ بھی چگتی ہے، مرغی جب بوڑھی ہوجاتی ہے تو اس کے انڈوں میں مادۂ تولید ختم ہوجاتا ہے اور اس کے انڈوں سے بچے پیدا نہیں ہوتے ہیں (حیاۃ الحیوان رج: ۲رص: ۳۴۸)

حدیث شریف میں مرغ کا تذکرہ:

☆ حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو، کیونکہ اس نے فرشتہ کو دیکھا، اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا (ترمذی شریف)

☆ حضرت خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرغ کو گالی مت دیا کرو کیونکہ یہ نماز کے لئے جگاتا ہے (ابن ماجہ شریف)

حضرت فقیہ اسلام محدث بریلوی علیہ الرحمہ مرغا اور مرغی کے تعلق سے قانون شریعت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

☆ سوال ہوا کہ ایک مرغ اور مرغی کوئیں گرے اور زندہ نکل آئے، ان کے نکالنے کو خشک کھانچا جس میں نجاست کا ہونا معلوم نہیں مرغی اس میں بند ہوا کرتی تھی، ڈالا گیا، اس صورت میں کوئیں میں سے کتنے ڈول نکالے جائیں، اور ان کا نکالنا یا اس کے دام دینا اس شخص پر لازم آئے گا یا نہیں، جس کی وہ مرغی ہے، حالانکہ مرغی آپ مرغ سے بھاگ کر اس میں گری؟

"(کوئیں سے) ۲۰ رڈول (پانی) نکالیں جائیں اور کھانچے میں مرغی کا بند ہوا کرنا اس کی نجاست پر یقین کا موجب نہیں، جیسے استعمالی جوتا، اور خود جانوروں کے پنجے پاؤں اس کا تاوان اس پر نہیں، جس کی وہ مرغی تھی، اگر اس سے جبراً لیا جائے گا ظلم وحرام ہوگا" (حصہ اول رص: ۵۶۷)

☆ مرغی کی قے پاک ہے یا ناپاک؟ اور جس شئے کی بیٹ پلید ہے کیا اس کی قے بھی پلید ہے؟

جواب: ہر جانور کی قے اس کی بیٹ کا حکم رکھتی ہے، یعنی جس کی بیٹ پاک ہے جیسے چڑیا یا کبوتر، اس کی قے بھی پاک ہے، اور جس کی نجاست خفیفہ ہے جیسے باز یا کوا تو اس کی قے بھی نجاست خفیفہ، اور جس کی نجاست غلیظہ ہے جیسے بط یا مرغی اس کی قے بھی نجاست غلیظہ ہے، اور قے سے مراد وہ کھانا

پانی وغیرہ ہے جو پوٹے سے باہر نکلے کہ جس جانور کی بیٹ ناپاک ہے تو اس کا پوٹا معدن نجاسات ہے، پوٹے سے جو چیز باہر آئے گی خود نجس ہوگی، یا نجس سے مل کر آئے گی، بہر حال مثل بیٹ نجاست رکھے گی، خفیفہ میں خفیفہ، غلیظہ میں غلیظہ، بخلاف اس چیز کے جو ابھی پوٹے تک نہ پہنچی تھی کہ نکل آئی، مثلاً مرغی نے پانی پیا ابھی گلے ہی میں تھا کہ اچھولگا اور نکل گیا، یہ پانی بیٹ کا حکم نہ رکھے گا۔۔۔۔ بلکہ اسے سؤر یعنی جھوٹے کا حکم دیا جائے گا کہ اس کے منہ سے مل کر آیا ہے، اس جانور کا جھوٹا نجاست غلیظہ یا خفیفہ یا مشکوک یا مکروہ یا طاہر جیسا ہوگا ویسا ہی اس چیز کو حکم دیا جائے گا جو معدہ تک پہنچنے سے پہلے باہر آئی، جو مرغی چھوٹی پھرے اس کا جھوٹا مکروہ ہے یہ پانی بھی مکروہ ہوگا اور پوٹے میں پہنچ کر آتا تو نجاست غلیظہ ہوتا ہے (حصہ دوم رص: ۵۴)

خنزیر:

اس کا شمار مویشی اور درندوں دونوں میں ہوتا ہے، اس کے پیروں کھریاں ہیں، اور گھاس بھی کھاتا ہے، اس کی درندگی کی صفت یہ کہ اس کے منہ میں دو دانت ہیں جن سے وہ پھاڑتا اور چیرتا ہے، اس کے دانت بدن کے جس حصے پر پڑ جائے وہاں کی ہڈیاں رگ و پٹھے سب کاٹ دیتے ہیں، یہ جانور نجس العین ہے (حیاۃ الحیوان رج: ۲ رص: ۲۹۴)

حدیث میں خنزیر کا تذکرہ:

حضرت ابوھیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کہ عنقریب تم میں ابن مریم علیہ السلام عادل حکمراں بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور خنزیر کو ساقط کریں گے (مسلم شریف)

حضرت فقیہ اسلام علیہ الرحمہ اس نجس العین جانور کے بارے میں حکم شرع صادر فرماتے ہیں:۔

ایک کوئیں میں خنزیر گر گیا، زندہ نکالا گیا، اور وہ کنواں بہت بڑا ہے، جس میں اندازاً بارہ گز پانی ہے، کس قدر پانی نکالنے سے پاک ہوگا؟

جواباً تحریر فرماتے ہیں ''اسے نکالنے کے وقت جتنا پانی کوئیں میں تھا اس سب کا نکل جانا ضروری ہے، اور خنزیر کے مردہ اور زندہ ہونے میں کچھ فرق نہیں، کہ وہ عین نجاست ہے، پانی اگر بہت زیادہ ہے ایک ساتھ نہیں نکل سکتا، تو بتدریج نکالیں، مثلاً تین ہزار ڈول پانی ہے ہر روز ہزار ڈول نکالیں تو تین دن میں پاک ہوجائے گا، یا تین تین سو تو دس دن میں'' (حصہ اول رص: ۵۷۵)

ہاتھی:

ہاتھی بہت ہی مشہور و معروف جانور ہے، ہاتھی پانچ سال کی عمر میں بالغ ہوتا ہے، ہتھنی دو سال میں حاملہ ہوتی ہے، جب یہ حاملہ ہوتی ہے تو ہاتھی اس کے قریب نہیں جاتا، ہاتھی کی زبان کے بارے لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی زبان الٹی ہوتی ہے، اور یہ کہ اس کی زبان سیدھی ہوتی تو یہ انسان کی طرح باتیں کرتا، لیکن یہ غلط ہے، ہاتھی کے دو دانت بہت بڑے ہوتے ہیں، ہاتھی کی سونڈ ایسی لچکدار ہڈیوں کا مجموعہ ہے، جس کو وہ اپنی منشاء کے مطابق استعمال کرتا ہے، یہ سونڈ ہی اس کی ناک ہے، ہاتھی کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی فہم سے نوازا ہے ایسا زبردست جثہ والا جانور، مگر اس کی چال بہت دھیمی، اس کی عمر چار سو سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے، ہاتھی اور بلی کے درمیان پیدائشی دشمنی ہے، چنانچہ جب ہاتھی کبھی بلی کو دیکھ لیتا ہے تو بھاگ جاتا ہے (حیاۃ الحیوان رج: ۳ رص: ۲۷۷)

حضرت فقیہ اسلام امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ ہاتھی

کے تعلق سے حکم شرع بیان کرتے ہیں:

☆ سوال ہوا کہ ہاتھی دانت کا استعمال کرنا کیسا ہے، اگر سرمہ دانی دندان فیل کی ہو یا چوب دستی پر نصب کیا جائے تو رکھنا اس کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔۔۔۔۔۔۔۔حضور اقدس ﷺ عاج (ہاتھی دانت) کا کنگھا کرتے تھے (دوم/ص:۴۷)

☆ ایک شخص اپنے ہاتھی کو قریب کنواں کے نہلاتا ہے، اور اس کی چھینٹیں کنویں کے اندر جاتی ہیں، اور جس ڈول میں ہاتھی پانی پیتا ہے وہی بار بار کنوئیں ڈالتا ہے، ایسی صورت میں کنوئیں کا کیا حکم ہے؟ اس کے پانی کا استعمال غسل، وضو، کھانے، پینے میں کرنا درست ہے یا نہیں اور اگر اس سے وضو یا غسل کیا تو نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: ہاتھی کے بدن کی چھینٹیں اگرچہ مذہب راجح ناپاک نہیں، مگر اس کا پیا ہوا پانی اور وہ ڈول جس میں پانی پیا، یقیناً ناپاک ہیں، جب وہی ڈول کنوئیں میں ڈالا، سب پانی ناپاک ہو گیا، اس کا استعمال وضو، غسل، خورد و نوش میں حرام ہے، اور وضو غسل کیا تو بدن اور کپڑے پاک کئے جائیں اور نمازیں پھیری جائیں اور ہاتھی والے کو اس حرام حرکت سے باز رکھا جائے (حصہ دوم/ص:۱۳۸)

☆ سور، کتا اور ہاتھی کس وجہ خاص سے نجس کئے گئے ہیں، مدلل بدلائل آیات قرآن مجید؟

جواب: جس وجہ خاص سے تم طاہر کئے گئے (حصہ دوم/ص:۱۳۹)

چوہا:

چوہے سے زیادہ مفسد کوئی جانور نہیں ہے، چوہوں کی کئی قسمیں ہیں، مثلاً گھونس، چھچھوندر وغیرہ، چوہے نہ کسی چھوٹے کو بخشتے ہیں اور نہ بڑے کو، جو چیز بھی اس کے سامنے آتی ہے اس کو تلف کر دیتے ہیں، اس کے فسادی ہونے کے لئے سد مآرب کا قصہ کافی ہے، اس کی حیلہ سازی کا یہ عالم ہے کہ جب یہ کسی ایسی تیل کی بوتل یا برتن کے پاس آتا ہے جس میں اس کے منہ کی رسائی نہیں ہو پاتی تو یہ اس میں اپنی دم ڈال کر تیل میں تر کر لیتا ہے اور پھر اس کو چوس لیتا ہے اور تیل ختم کر دیتا ہے (حیاۃ الحیوان ج:۳/ص:۲۴۴)

حدیث شریف میں چوہے کا تذکرہ:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ چوہے نے آکر چراغ کی بتی اپنے منہ میں لے لی، اور اس کو لے جا کر حضور اقدس ﷺ کے سامنے مصلیٰ پر جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے ڈال دیا، جس کی وجہ سے مصلیٰ کا وہ حصہ جس پر آپ ﷺ سجدہ کیا کرتے تھے بقدر ایک درھم جل گئی، (ابوداؤد شریف)

☆ حضور اقدس ﷺ نے حکم دیا کہ سوتے وقت آگ بجھا دیا کرو اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ چوہے گھر میں آگ لگا کر گھر والوں کو جلانا چاہتے ہیں (مسلم شریف)

حضرت فقیہ اسلام علیہ الرحمۃ الرضوان چوہے کے بارے میں حکم شرع صادر فرماتے ہیں:۔

چوہا راب (گنے کا رس، شیرہ) کے گھڑے میں گر کر مر گیا، پھولا پھٹا نہ تھا، نکال ڈالا، یہ راب پاک ہے یا ناپاک، اور طریقۂ تطہیر کیا ہے؟

جواب:۔ اگر وہ راب جمی ہوئی ہے جب تو چوہے کے گرد کی تھوڑی راب نکال ڈالیں، باقی سب پاک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر پتلی تھی تو سب ناپاک ہو گئی، اور

اس کے پاک کرنے کے دوطریقے ہیں:

(۱) جس قدر راب ہواتنا ہی پانی اس میں ملاکر جوش دیں، یہاں تک کہ پانی جل جائے، تین بار ایسا ہی کریں، مگر اس میں دقت ہے اور عجب نہیں کہ راب خراب ہوجائے۔۔۔۔۔اور تحقیق یہ ہے کہ پانی ملاکر جوش دینا کچھ شرط نہیں، اصل مقصود یہ ہے کہ پانی کے اجزاءاس شئے کے اجزاء سے خوب خلط ہوکر پانی تین بار جدا ہوجائے یہ بات اگر صرف پانی ملاکر حرکت دینے سے حاصل ہوجائے کافی ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ سہل وعمدہ یہ ہے کہ اس میں ویسی ہی پتلی راب ڈالتے رہیں یہاں تک کہ بھر کر ابلنا شروع ہو، اور ابل کر ہاتھ دو ہاتھ بہ جائے سارا گھڑا پاک ہوجائے گا۔ یا دوسرے گھڑے میں پاک راب لیں اور دونوں کو بلندی پر رکھیں نیچے خالی دیگچہ رکھ لیں اوپر سے

دونوں گھڑوں کی دھاریں ملاکر چھوڑیں کہ ہوا میں دونوں مل کر ایک دھار ہوکر دیگچہ میں پہنچیں ساری راب پاک ہوجائے گی۔ یوں راب ضائع بھی نہ جائے گی، مگر اس میں احتیاط یہ ہے کہ ناپاک راب کی کوئی بوند دیگچہ میں پاک راب سے نہ پہلے پہنچے نہ بعد، ورنہ وہ پاک بھی ناپاک ہوجائے گی۔ لہٰذا بہتر یوں ہے کہ پاک کی دھاریں پہلے چھوڑیں بعدہ اس میں ناپاک کی دھار ملائیں، اور ناپاک کا ہاتھ پہلے روک لیں، بعدہ پاک کا ہاتھ روکیں اس میں اگر ناپاک راب گھڑے میں باقی رہ جائے اور پاک ختم ہوجائے دوبارہ پاک گھڑے میں دیگچہ سے بھر لیں، اور باقی ماندہ کے ساتھ جاری کردیں کہ دیگچہ مین جتنی پہنچ چکی ہے پاک ہولی ہے اور یہ طریقے کچھ راب ہی سے خاص نہیں، ہر بہتی چیز اپنی جنس سے ملاکر یونہی پاک کرسکتے ہیں۔ (جیسے) دودھ سے دودھ، تیل سے تیل، سرکہ سے سرکہ، رس سے رس، وعلیٰ ھذا القیاس۔ (حصہ دوم/ص:۴۷،۴۸)

کبوتر:

کبوتر میں اللہ تعالی نے خاصیت دی ہے کہ اگر اس کو ایک ہزار میل کے فاصلے سے بھی چھوڑا جائے تو یہ اڑکر اپنے گھر پہنچ جاتا ہے، نیز دور دراز ملکوں سے خبریں لاتا اور لے جاتا ہے، شکار کرنے والے پرندے اس کی گھات میں رہتے ہیں، مگر جس قدر یہ باز سے ڈرتا ہے، اتنا کسی دوسرے پرندے سے نہیں ڈرتا ہے، عام طور پر کبوتر کی عمر آٹھ سال ہوتی ہے، کبوتر چھ ماہ تک جفتی کرتا ہے، اور کبوتری چودہ دن حاملہ رہتی ہے، پہلے اور دوسرے انڈے کے درمیان ایک دن اور ایک رات کا فصل ہوتا ہے، ایک انڈے سے نر اور ایک سے مادہ پیدا ہوتا ہے، دن کے کچھ حصوں میں نر انڈوں پر بیٹھتا ہے اور باقی حصہ میں مادہ انڈوں کو سیتی ہے، اور انڈے دینے کے وقت نیز انڈے دینے کے بعد اگر کبوتری اپنے گھر میں نہیں جاتی تو کبوتر مار مار کر اس کو خانہ میں لے جاتا ہے اور مستقل اس کے پیچھے پیچھے پھرتا رہتا ہے (حیاۃ الحیوان، ج:۲، ص:۱۹۷)

حدیث شریف میں کبوتر کا ذکر:

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صاحب نے دل اچاٹ رہنے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبوتر پالو'' (طبرانی شریف)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے گھر میں وحشت محسوس ہوتی ہے، تو آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کبوتر کا جوڑا پال لو، جب وہ بولا کرے تو تم ٹھیک اس وقت اللہ کا ذکر شروع کر دیا کرو (ابن عساکر)

سیدی فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کبوتر کے تعلق سے حکم شرع ارشاد فرماتے ہیں "پرایا کبوتر پکڑنا حرام ہے، اور اس کا فاعل فاسق وغاصب ہے، بلکہ خالی کبوتر اڑانے والا کے کبوتر نہیں پکڑتا مگر اپنے کبوتر اڑانے کو ایسی بلند چھتوں پر چڑھتا ہے جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہے، یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکتا ہے، جن سے لوگوں کو مالی یا جسمانی ضرر پہنچتا ہے، تو اس کے لئے بھی شرع مطہر میں حکم ہے کہ اسے نہایت سختی سے منع کیا جائے، تعزیز دی جائے، اس پر بھی نہ مانے تو احتساب شرعی کا عہدہ دار اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کے سامنے پھینک دے، جب کبوتر بازی بیرون مسجد اپنے گھر میں حرام ہے تو مسجد میں کس درجہ اشد تر حرام ہوگی۔" (حصہ ششم، ص: ۴۰۱، ۴۰۲)

گوبر مینگنی رلید کے تعلق سے شرعی احکام:

☆مینگنی، گوبر اور لید خشک یا تر، ثابت یا ریزہ ریزہ کوئیں میں گر جائے اگر قلیل ہو جسے دیکھنے والا کم کہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (حاشیہ حصہ اول رص: ۵۷۳)

☆اگر کپڑوں پر بیلوں کے پیشاب گوبر وغیرہ کی چھینٹیں پڑی اور کپڑے بدلنے کی فرصت نہیں ہے، نماز ایسی حالت میں ہوگی یا نہیں؟

جواب:۔ اگر چھینٹیں چہارم کپڑے سے کم پر پڑی ہیں، نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں، اور کھیت کے کام سے فرصت نہ ہونے کا کچھ اعتبار نہیں (حصہ دوم رص: ۱۳۲)

☆بیلوں کا گوبر پیشاب نجاست خفیفہ ہے، جب تک چہارم کپڑا نہ بھر جائے یا متفرق اتنی پڑی ہو کہ کہ جمع کرنے سے چہارم کپڑے کی مقدار ہو جائے، کپڑے کو نجاست کا حکم نہ دیں گے اور اس سے نماز جائز ہوگی، اور بالفرض اگر اس سے زائد بھی دھبے ہوں اور دھونے سے سچی معذوری یعنی حرج شدید ہو تو نماز جائز ہے۔ (دوم، ص: ۱۳۹)

جانوروں کے ہڈی کے تعلق سے حکم شرع:

☆ہڈی ہر جانور کی پاک ہے، حلال ہو یا حرام، مذبوح ہو یا مردار، جب کہ اس پر بدن میتہ کی کوئی رطوبت نہ ہو، سوا سور کہ اس کی ہر چیز ناپاک ہے، مسواک میں ہاتھی دانت کی ہڈی ہو تو کچھ حرج نہیں، ہاں! اس کا ترک بہتر ہے۔ (حصہ دوم رص: ۸۶)

☆ہڈیاں ہر جانور یہاں تک کہ غیر ماکول و نامذبوح کہ بھی مطلقاً پاک ہیں، جب تک ان پر ناپاک دسومت (چکنائی) نہ ہو، سوا خنزیر کے کہ نجس العین ہے، اس کا ہر جز و بدن ایسا ناپاک کہ اصلاً صلاحیت طہارت نہیں رکھتا۔ اور دسومت میں قید ناپاکی اس غرض سے ہے کہ مثلاً جو جانور خون سائل نہیں رکھتے ان کی ہڈیاں بہرحال پاک ہیں، اگرچہ دسومت آمیز ہوں کہ ان کی دسومت بوجہ عدم اختلاط دم خود پاک ہے، تو اس کی آمیزش سے استخواں (ہڈی) کیونکر ناپاک ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر حلال و جائز الاکل صرف جانور ماکول اللحم مذکی یعنی مذبوح بذبح شرعی کی ہڈیاں ہیں، حرام جانور اور ایسے ہی جو بے ذکاۃ شرعی مرجائے یا کاٹا جائے بجمیع اجزاء حرام ہے، اگرچہ طاہر ہوا کہ طہارت مستلزم حلت نہیں، جیسے سنکھیا بقدر مضرت اور انسان کا دودھ بعد عمر رضاعت اور مچھلی کے سوا جانوران دریائی کا گوشت وغیرہ ذالک کہ سب پاک ہیں (حصہ دوم رص: ۸۸۔۸۹)

☆قوم جن کے وفد جو بارگاہ اقدس حضور پر نور سید العالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے جانوروں کے لئے خوراک طلب کی، ان سے ارشاد ہوا" تمہارے لئے ہر ہڈی ہے، جس پر اللہ عزوجل کا نام پاک لیا جائے، یعنی حلال مذکی جانور کی ہڈی ہو، وہ تمہارے ہاتھ میں اس حال پر ہوگی جیسی اس وقت تھی، جب اس پر گوشت پورا کامل تھا، (یعنی گوشت چھڑائی ہوئی ہڈی تمہیں مع گوشت ملے گی) اور ہر مینگنی تمہارے چوپاؤں کے لئے چارہ ہے پھر انسانوں سے ارشاد ہوا" اور مینگنی سے استنجانہ کرو کہ وہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے" (دوم، ص:۱۴۵)

گوشت:

کسی شخص نابالغ یا بالغ نے بکری یا گائے یا بھینس کے ساتھ مجامعت کی، اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے، اور نیز اس جانور کا گوشت کھانا یا پالنا جائز ہے یا نہیں؟

سیدی محدث بریلوی جواب تحریر فرماتے ہیں:۔ نابالغ کو تنبیہ کریں، بالغ پر تعزیر ہے، جس کا اختیار حاکم کو ہے، وہ جانور ذبح کر کے فنا کر دیا جائے، گوشت کھال جلا دیں، پالا نہ جائے (حصہ پنجم، ص:۹۸۳)

☆ کوئی شخص زندہ گائے یا بکری وغیرہ کی کھال چھوڑ کر صرف گوشت خریدے، ذبح کرنے کے بعد دس بارہ آدمی مل کر تقسیم کر کے کھائیں تو اس صورت میں بیع کیسی ہے؟ جواب: بیع فاسد ہے (حصہ ہفتم، ص:۳۶)

☆ ہندو کے یہاں کا گوشت حرام ہے، جب تک وہ گوشت اس جانور کا نہ ہو جسے مسلمان نے ذبح کیا اور اس وقت تک مسلمان کی نظر سے غائب نہ ہو، باقی کھانے اگر ان میں کوئی وجہ حرمت نہ معلوم ہو تو حلال ہیں (حصہ نہم، ص:۲۲۸)

کھال:

کھال اگر پکا کر یا دھوپ میں سکھا کر دباغت کر لی جائے تو بیچنا جائز ہے، ورنہ حرام و باطل ہے، باطل ہڈی پر اگر دسومت (چکنائی) نہ ہو خشک ہو تو اس کی بھی بیع جائز ہے۔ اور ان احکام سے خنزیر مستثنیٰ ہے، اس کی کھال یا ہڈی کسی حال میں اصلاً خرید و فروخت یا کسی قسم کے انتفاع کے قابل نہیں۔ (حصہ ہفتم، ص:۳۶)

جانوروں کو لڑانا:

شکرا باز پالنا درست ہے، اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ غذا و دوا یا کسی نفع صحیح کی غرض سے ہو تفریح و لہو و لعب نہ ہو، ورنہ حرام ہے، یہ گنہگار ہوگا اگر چہ ان کا مارا ہوا جانور جب کہ وہ تعلیم پا گئے ہوں، اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو حلال ہو جائے گا،، بٹیر بازی، مرغبازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لعل لڑاتے ہیں، یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں، ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے، کہ بلا وجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ کبوتر پالنا جب کہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف نہ ہو جائز ہے، اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں یا کسی کی آنکھ پھوڑیں یا کسی کا دم بڑھائے اور تماشہ ہونے کے لئے دن بھر انہیں بھوکا اڑائے، جب اترنا چاہئے نہ اترے ایسا پالنا حرام ہے (حصہ نہم، ص:۱۹۵)

{ماخذ: فتاویٰ رضویہ قدیم، مطبع: رضا اکیڈمی، ممبئی}

□□□

اصلاح عقائد:

غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی

”۔۔۔حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ اورتحریر فرماتے ہیں کہ کئی معتبر راویوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی مجلس کے اوپر سے ایک چیل چیختی چلاتی اڑتی ہوئی گزری جس سے مجلس کے لوگوں کو الجھن ہوئی آپ نے فرمایا۔”یاریح خذی راس ھذہ الحداۃ“یعنی اے ہوا اس چیل کا سر کاٹ لے۔یہ کہتے ہی چیل مردہ ہوکر زمین پر گر پڑی۔ایک طرف اس کا سر اور دوسری طرف اس کا دھڑ گرا۔آپ نے کرسی سے اتر کر اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور”بسم اللہ الرحمن الرحیم“پڑھی وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہوکر اڑ گئی اور سب لوگ دیکھتے رہے۔۔۔“

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدثانہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادری جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے اس بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے اس لئے میں اس کے حق سے دست بردار ہوکر اس کو اللہ کی اور پھر آپ کی سپردگی میں دیتی ہوں۔حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عرض قبول فرمالی اور اس بچے کو بزرگوں کے طریقے پر مجاہدات اور ریاضتیں کرنے کا حکم فرمایا۔کچھ دنوں بعد اس کی ماں اپنے بچے سے ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور زرد ہوگیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا کھا رہا ہے پھر جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے برتن میں پوری مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں جس کو آپ تناول فرما چکے ہیں۔اس نے کہا اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں اس وقت حضرت نے ان ہڈیوں پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور فرمایا”قومی باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم“یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔آپ کے اس حکم پر فوراً وہ

مرغی زندہ ہوکر کھڑی ہوگئی اور چلاتی پھر آپ نے اس عورت سے مخاطب ہوکر فرمایا ''اذا صار ابنك هكذا افليا كل مهما شاء''یعنی جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جو جی چاہے کھائے گا۔(بہجۃ الاسرار ص ۶۵)

اس واقعہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کھائی ہوئی مرغی کو دوبارہ زندہ کردینے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

حضرت علامہ شطنوفی رحمہ اللہ علیہ اور تحریر فرماتے ہیں کہ کئی معتبر راویوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی مجلس کے اوپر سے ایک چیل چیختی چلاتی اڑتی ہوئی گزری جس سے مجلس کے لوگوں کو الجھن ہوئی آپ نے فرمایا۔''یاریح خذی راس هذه الحداة''یعنی اے ہوا اس چیل کا سر کاٹ لے۔ یہ کہتے ہی چیل مردہ ہوکر زمین پر گر پڑی۔ ایک طرف اس کا سر اور دوسری طرف اس کا دھڑ گرا۔ آپ نے کرسی سے اتر کر اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور ''بسم الله الرحمن الرحيم'' پڑھی وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہوکر اڑ گئی اور سب لوگ دیکھتے رہے۔(بہجۃ الاسرار ص ۶۵)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہوا پر حکومت بخشی ہے اسی لئے انہوں نے ہوا کو حکم دے کر چیل کا سر کٹوا دیا۔

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن ابوبکر ازہری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے قاضی القضاۃ ابوصالح نصر سے سنا انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ عبدالرزاق سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میرے والد گرامی یعنی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن جمعہ کی نماز کے لئے نکلے۔ میں اور میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ہم کو شراب کے تین مٹکے ملے جو بادشاہ کے تھے اور جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور کچھ دوسرے لوگ تھے۔ حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ وہ نہیں ٹھہرے اور جانوروں کے چلانے میں انہوں نے جلدی کی۔ تو حضرت نے جانوروں سے فرمایا'' قفی''ٹھہر جاؤ''فوقفت كانها جمادات''تو وہ ایسے ٹھہر گئے گویا کہ وہ جمادات ہیں یعنی بے جان چیزیں پتھر اور پہاڑ وغیرہ کی طرح اپنی جگہ پر ٹھہر گئے۔ وہ لوگ جانوروں کو بہتیرا مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے تھے۔ اور ان لوگوں کو قولنج کا درد شروع ہوگیا اور سخت درد کی وجہ سے سب کے سب دائیں بائیں زمین پر لوٹنے لگے۔ پھر وہ لوگ خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے لگے اور علانیہ توبہ و استغفار کرنے لگے تو ان کا درد جاتا رہا اور شراب کی بو سرکہ سے بدل گئی۔ انہوں نے برتنوں کو کھولا تو دیکھا وہ سب سرکہ ہوگیا تھا۔(بہجۃ الاسرار ص ۴۱)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ سے اپنا یہ عقیدہ اچھی طرح واضح کردیا کہ چلتے ہوئے جانوروں کو صرف زبان سے حکم دے کر جمادات کی طرح ٹھہرا دینے، لوگوں کو درد قولنج میں مبتلا کردینے اور بیک نگاہ شراب کو سرکہ بنا دینے کی قدرت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

□□□

ردوابطال:

تبلیغی جماعت کے احوال

بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی

''تبلیغی جماعت'' دہلی کی ایک گم نام مسجد سے بگولے کی طرح اٹھی اور ہندوستان کے پورے افق پر طوفان بن کر چھا گئی۔ اس کے اس قبول عام کی پشت پر کچھ تو اس کے نعرے ''کلمہ'' اور ''نماز'' کی دلکشی کام کر رہی ہے، کچھ اس کے اور دوسروں کی انتھک جدو جہد کا اثر ہے اور کچھ جاہل اور بے عمل عوام کو (جو اس احساس ندامت کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں کہ ہم عصیاں شعار اور علم و عمل کے تہی دست نیکیوں سے خالی ہیں) یہ سبز باغ ابھار رہا ہے کہ بیک گردش چلہ آلودگی کی اس پستی سے نکل کر صحابہ اور انبیا کی صف میں کھڑے ہو گئے۔

صد سالہ دور چرخ ہے ساغر کا ایک جام
نکلے جو میکدہ سے تو دنیا بدل گئی

وہ سمجھتے ہیں اس ''چلت پھرت'' میں تفریح الگ رہی، جنت کا ریزرویشن بھی ہو گیا۔ آج سے ہی جنت کے دروازے پر حوریں ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔ لیکن جہاں تک اس نعرہ کا تعلق ہے یہ نعرہ تو ہمیشہ سے مسلم قوم کے پاس رہا ہے اور اپنی پوری دلکشی کے ساتھ، کون سی اسلامی جماعت ہے جس کا بنیادی مقصد یہ نعرہ نہیں تو کیا ان صدیوں کی طول طویل مدت میں کسی جماعت کو ایسے پر جوش حمایتی نہ ملے جو ہندوستان گیر پیمانے پر اس نعرہ کی روح پھونک سکیں۔

ہوسکتا ہے یہاں کچھ لوگ ''وہابی تحریک'' کی مثال دیں کہ اسی نعرہ کے ساتھ ایک بیک سارے ہندوستان میں انفلوئنزا کی طرح پھیل گئی تھی اور اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ ''ڈبلو ڈبلو' ہنٹر کو اپنی رپورٹ میں ان کی شدید ترین جارحانہ جدو جہد کا اعتراف کرنا پڑا۔ لیکن یہ حقیقت اب ڈھکی چھپی نہیں رہ گئی ہے کہ ''وہابی تحریک'' بھی ہندوستان میں انگریزوں کے دودھ پر ہی پل کر جوان ہوئی۔ ان کی سیاسی حمایت، اخلاقی تائید، اور مالی امداد بھی حاصل کر کے ہی یہ جماعت جہاد کا سوانگ رچا سکی اور ہندوستانی مسلمانوں کی اس متحدہ طاقت کو جسے مولانا فضل حق علیہ الرحمہ اور ان کے رفقا انگریزی سامراج کے خلاف استعمال کر رہے تھے جہاد کے نام پر اس کا رخ افغانی مسلمانوں کی طرف پھیر سکی۔

پس اگر تبلیغی جماعت بھی کوئی ایسی تحریک ہے جس کے نعرۂ توحید کا سارا فائدہ غیروں کو پہنچتا ہے، اور جس کے ہر ہر سجدۂ اخلاص کا دام اینٹی اسلام طاقتیں پہلے ہی ادا کر چکی ہیں تو خدارا بتائیے اس جماعت کو اسلام اور مسلمانوں سے کیا علاقہ؟ الغرض نعرے کی دلکشی بجا اور اس کی تاثیری قوت بھی

مسلم، لیکن ہم کواس سے الگ ہوکر گہرائی میں اتر نا ہوگا اور کسی دوسری مومیائی کو تلاش کرنا ہوگا جس نے ایسی مردہ قوم میں یہ روح پھونک دی۔ اسی طرح دنیا کی تمام جماعتوں میں مخلص ترین ورکروں کی کمی نہیں۔ کئی ایک سیاسی جماعتوں تک میں بے حد محنت کرنے والے اور اپنے مقصد سے بے لاگ اخلاص رکھنے والے موجود ہیں۔ پھر بھی جو تبلیغی جماعت کے مساعی اور اس کے پھیلاؤ اور وسعت گیرائی میں ہے، وہ اوروں میں کہاں، بقول شخصے

ع مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب اس کے مخلص بانیوں کی کرامت ہے، حقیقت یہ ہے جو اللہ کے کام کے لئے نکلتا ہے قدرت اس کے ہاتھوں سے محیر العقول کارنامے بھی کرا دیتی ہے۔ جس کو دیکھ کر دنیا دار حیرت زدہ رہتے ہیں۔ اور یہی وہ بات ہے جسے بڑی شدت کے ساتھ رنگ دے کر پورے زور بیان اور تبلیغی دوروں کے درمیان رونما ہونے والے ہزاروں محیر العقول واقعات کی شہادتوں کے ساتھ بیان بھی کیا جاتا ہے۔ تبلیغی امرا ہوں کہ مامورین، رعنائی تخیل کی پوری کرشمہ سازیوں کے ساتھ اس کا اظہار کرتے نہیں تھکتے۔

لیکن میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ ''کفر'' تبلیغی موحدین کے منھ سے کب سے نکلنے لگا۔ آخر یہی لوگ تو ہیں جن زندگیاں بزرگوں کی قبریں کھودتے اور ان کی کرامتوں کا جنازہ نکالتے گزری ہے، تو کیا جو بات خواجہ اجمیری اور سرکار بغداد رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی طرف منسوب ہوکر شرک اور گمراہی ہو جاتی تھی۔ بیمہ کمپنیوں سے کمائے ہوئے منافعوں اور بینک کے سودی کاروبار سے حاصل کی ہوئی آمدنیوں کے بل پر کی گئی تبلیغی دوروں میں آکر ایمان وآگہی بن گئی۔

میں نہایت دل سوزی سے مسلمانوں کے سنجیدہ طبقہ کو اس تضاد کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تبلیغی حضرات کی پوری مینیجنگ باڈی اسی نقطۂ خیال پر صمیم قلب سے ایمان لانے والی ہے۔ جو بزرگوں کے مزاروں پر جاکر ان سے کچھ مانگنا تو ایک طرف رہا ان کے وسیلے سے خدا سے بھی مانگنا شرک اور گمراہی قرار دیتا ہے، اور آج بھی زبان وقلم کی پوری توانائی اسی امر کی تبلیغ میں سرف ہوتی ہے کہ ان صاحبان مزار بزرگوں میں کیا دھرا ہے۔ وہ تو ہماری دعا کے منتظر ہیں۔ ان سے کیا مانگنا وہ کیا کر سکتے ہیں۔ جب تبلیغ کی ساری کرشمہ سازیوں کے پیچھے غیبی قوتوں کی کارفرمائیوں کا ایک سحر کار منظر پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ بستی نظام الدین کے مرکز میں سیکڑوں آدمی روز آ رہے ہیں جا رہے ہیں۔ کھا رہے ہیں جماعتوں کو بھیجا جا رہا ہے۔ آخر یہ محیر العقول اخراجات جو بادشاہوں سے بھی پورے نہ ہوسکیں کہاں سے آتے ہیں؟ اجی بس اللہ دیتا ہے۔

آپ کو معلوم نہیں گورمنٹ بھی حیران ہے، کتنی دفعہ سی آئی ڈی تحقیقات کے لئے آئی اور حضرت جی نے گودام کی کنجی پھینک دی، اس نے ہر طرف تلاش کیا ایک دانہ بھی نظر نہ آیا۔ حیران حضرت جی کے سامنے آیا آپ نے دوبارہ رمایا آپ پھر جا کر دیکھیں۔ اب دوبارہ پھر گیا تو جہاں ابھی چند منٹ پہلے ایک دانہ نظر نہ آیا تھا ہزاروں بورے قطار اندر قطار بھرے پڑے ہیں۔ یاللعجب جو بات درگاہ نظام الدین کی طرف منسوب کر کے اگر کہہ دی جائے تو ایوان توحید میں زلزلہ

آجائے۔ ابھی اس درگاہ سے چند قدم پہلے عین توحید ہوگئی اور حضرت جی کے ہاتھ پر عین ایمان بن گئی۔ کہیں ہم کو یہ تو نہیں سمجھایا جارہا ہے کہ بات میں کچھ نہیں رکھا ہے بت دراصل یہ ہے کہ جب تک خانقاہ نظام الدین ویران نہ ہوگی بستی نظام الدین آباد نہیں ہوسکتی۔

ذہن وفکر کے لئے انتہائی اہم موڑ ہے۔خاسان خدا کی یہ سروسامان جماعت ہر تین یا چھ مہینے کے بعد ہندوستان کے کسی بھی صوبہ میں ایک اتنی بڑی نماز کانفرنس کرڈالتی ہے جس کی کم از کم نفری تیس چالیس ہزار ہوتی ہے جس کے لئے نہ کوئی پروپیگنڈہ نہ پبلیسٹی، حد یہ ہے کہ اشتہار کی ایک چٹ بھی نہیں چھپتی اور انتظام کا یہ عالم کہ رہنے کے لئے چھول داری، ایک نہیں سینکڑوں، کھانے کا معقول انتظام، دور سے آنے والوں کے لئے بس سروس گویا ایک عارضی شہر بس جاتا ہے۔شاید ہم کو لاعلمی کا طعنہ دیا جائے کہ کھانے کا انتظام جماعت نہیں کرتی، دکانیں لگوادی جاتی ہیں اور شریک ہونے والے دام دے کر کھارہے ہیں۔اس جماعت کا سارا رکاردخفیہ ہی رہتا ہے۔اس لئے تحریر میں ثبوت کا کہاں امکان لیکن شریک ہونے والوں کی زبان سے ہم نے خود سنا کہ اس گرانی کے زمانے میں اجتماع کا مارکیٹ بھاؤ یہ تھا کہ چار پانچ آنہ میں ایک شخص اچھی طرح آسودہ ہوجاتا ہے۔یہ جمعت کے ماہرین اقتصادیات کی چابک دستی ہے یا جماعت کی روایاتی کرامت۔

وضو کرنے کا انتظام تو جمعت کے طرف سے ہی ہوتا ہے۔لکھنو کے اجتماع کی داستان یہ ہے کہ اس عارضی شہر میں انتظام ایسا تھا کہ تیس ہزار آدمی پندرہ منٹ میں وضو کرلیتے۔اس غیر معمولی انتظام پر آخر کچھ سرمایہ خرچ ہوتا ہے۔سوال یہ ہے کہ شاہانہ اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں؟ سرمایہ کون دیتا ہے اور اگر مادی اور انسانی ذرائع ہیں تو ان کی یہ کام راز داری کیوں ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کے اظہار سے مقدس دامنوں کی دھجیاں اڑ جاتی ہوں اور دینی جماعت کے اخلاص کی کینچی اتر جاتی ہو۔جماعت کا عام جواب یہ ہے کہ اللہ دیتا ہے، خدا کی عطا اور دین برحق لیکن اس کی عطا و دین کا سارا کوٹا صرف جماعت کے حق میں ریزرو ہوکر کیسے رہ گیا؟ حضرت جی کی کرامت ہے لیکن یہ کرامتیں اور بزرگوں کے لئے ماننا تو شرک تھیں۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ مسلم دشمن فرقہ پرست طاقتیں جو ہر تھوڑے وقفہ کے بعد ہندوستان کے کسی نہ کسی گوشہ میں ایک عام فساد برپا کر کے لوٹ مار کے ذریعے خارجی طور پر مسلمانوں کو معاشی حیثیت سے مفلوج کررہی ہیں۔وہی ان سادہ لوح بزرگوں کے ذریعہ اسلام میں ایک نئی رہبانیت داخل کر کے داخلی طور پر مسلمانوں کو معاشیات سے بے پروا کررہی ہیں۔کیوں کہ اس تعلیم کی حقیقی روح اللہ کے لئے دنیا کے ترک کرنے والے، اپنے وقت کو دین کے لئے فارغ کرنے، بال بچوں سے بے پروا ہوکر چلوں پر چلے چلانے کا اجتماعی پروگرام ہے جس کا نتیجہ خطرناک ہوسکتا ہے اور یہ خطرہ اور بڑھ جاتا ہے۔جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو عام مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں ان بزرگوں کے لئے اجتماع میں کمر کسے ہوئے جھارو دیتے ہیں، خیمے لگاتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔یہ اور اس قسم کے مختلف سوالات ہیں جن کا جواب اس جماعت کے لٹریچر میں ایک پر اسرار اور مقدس خاموشی کے سوا کچھ نہیں۔

□□□

تبلیغ و تصوف:

قسط دوم

تصور شیخ فقہائے کرام کے نزدیک

مولانا غلام قادر ولی قادری (ادونی)

''۔۔۔حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی کہیں تشریف لے جارہے تھے، راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت ہی حسین عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی، بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سید غوث الوقت عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہوکر، انہیں سیدی احمد سجلماسی کی دو بیویاں تھیں۔ سید عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہئے، عرض کیا، حضور وہ اس وقت سوئی ہوئی تھی۔ فرمایا، سوئی نہ تھی، سوتے میں جان ڈال دی تھی، عرض کیا، حضور کو کس طرح علم ہوا، فرمایا وہ سورہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا، ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں۔ ہر آن ساتھ رہتا ہے۔۔۔۔۔''

حضرت علامہ شہاب الدین خفاصی علیہ الرحمہ نے نسیم الریاض میں فرمایا ہے:

''روضۂ منورہ کی حاضری کے وقت یہ فرض ملاحظہ کرلیں کہ میں حضور ہی میں ہوں اور صورت مقدسہ کا ایسا تصور جمائے کہ گویا حضور ﷺ اس کے پاس جلوہ فرما ہیں۔''

عالمگیری میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ تحریر ہے کہ روضۂ مبارک کے سامنے اس طرح کھڑے رہو جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہو اور حضور ﷺ کی پرنور صورت کریمہ کا تصور باندھو کہ گویا آپ قبر انور میں آرام فرما ہیں اور اس کو جانتے اور اس کا کلام سنتے ہیں۔ اس طرح علامہ احمد بن محمد ''مذاہب لدنیہ'' میں اور حضرت علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

''زیارت کرنے والا حضور ﷺ کے چہرۂ مکرم کا تصور کرے اور دل میں آپ کے مرتبے کی بزرگی اور ودرکی بلندی اور احترام عظیم کا خیال جمائے''

(معمولات الابرار ص ۱۱۴)

حضور تاجدار اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حکیم الامت علامہ مولانا حافظ قاری امام احمد رضا

خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے ملفوظات میں تصور شیخ اور فنافی الرسول کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں اس طرح فرماتے ہیں:

''یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں اار ہے ہیں، پھر کچھ عرصے بعد یہ حالت ہو جائے گی شجر وحجر، در و دیوار، پر شیخ کی صورت سامنے نظر آئے گی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ میں پاؤ گے۔

حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت ہی حسین عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی، بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سید غوث الوقت عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر ومرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر، انہیں سیدی احمد سجلماسی کی دو بیویاں تھیں۔ سید عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہئے، عرض کیا، حضور وہ اس وقت سوئی ہوئی تھی۔ فرمایا، سوئی نہ تھی، سوتے میں جان ڈال دی تھی، عرض کیا، حضور کو کس طرح علم ہوا، فرمایا وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا، ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں۔ ہر آن ساتھ رہتا ہے'' (ملفوظات حصہ دوم، ص: ۵۵،۵۶)

تاجدار اہل سنت سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے الحاج عبد الہادی صاحب افریقی اور صوفی اقبال احمد صاحب نوری نے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ حضور کیا نماز میں شیخ کا تصور کیا جاسکتا ہے؟ سرکار مفتیٔ اعظم ہند نے یوں فرمایا:

''نماز میں کسی کا تصور کرنا ہی ہے تو تاجدار دوعالم حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کیجئے۔ ہاں جس طرح حالت نماز میں لوگ اور ادھر ادھر کا خیال کرتے رہتے ہیں اس طرح پیر کا تصور بھی آجائے تو حرج نہیں''

(مفتیٔ اعظم ہند۔ مرتبہ عبد النعیم عزیزی، ص ۲۳)

اسی طرح شہنشاہ دکن خواجۂ خواجگاں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز محرم راز و نیاز علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں:

''ہر ذکر و شغل میں رابطۂ شیخ کو مستحکم رکھنا چاہئے''

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''ہم نے پیر پیغمبر اور خدا کو ایک دیکھا اور جانا ہے''

ان تمام ارشادات سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ تصور شیخ کے بغیر نہ ذہنی وقلبی یکسوئی حاصل ہوسکتی ہے اور نہ جذبۂ عشق بیدار ہوسکتا ہے جس کے بغیر مقصد حیات ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر اقبال نے فرمایا:

اگر ہے عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
وگرنہ مرد مسلماں بھی کافر وزندیق

محبت کا مرکز ایک شخصیت ہی ہوسکتی ہے۔ بقول ڈاکٹر عالم خوندمیری:

''جب ہم کہتے ہیں کہ خدا سے محبت کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی خدا صرف ایک ماورائی وجود نہیں رہتا بلکہ وہ ماورائے مجاز کی سمت حرکت کرتا ہے''

(شعر وحکمت، ص ۲۷۱)

□□□

تبلیغ و تصوف:

حضور امین شریعت

اسلام کے عظیم داعی اور مبلغ

مفتی سرفراز احمد برکاتی*

”۔۔۔۔۔زندگی میں چار مرتبہ راقم کو حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور وہ دن تو میری زندگی کا یادگار دن تھا جب دار العلوم انوار مصطفیٰ رائپور میں ممتحن کی حیثیت سے میرا جانا ہوا غالباً ۲۰۰۵ء یا ۲۰۰۶ء کی بات ہے اس وقت حضرت رائپور میں تشریف فرما تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا خدمت کرنے کا موقع بھی نصیب ہوا دل کو اطمئنان حاصل ہوا یہ سوچ کر کہ نامۂ اعمال میں اگر کوئی نیکی نہیں ہے تو کیا ہوا ایک اللہ والے کی خدمت ان شاء اللہ کل میری نجاتِ اخروی کا سامان ہوگی۔ حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں پڑھاتے ہو، کون کون سی کتابیں پڑھاتے ہو میں نے نگاہیں نیچی رکھ کر جوابات دیئے حضرت نے مسکرا کر دعاؤں سے نوازا پھر میں نے کہا حضرت کچھ نصیحت فرما دیجئے فرمایا کہ اساتذہ کو امانتداری اور دیانتداری کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کر کے درس دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔“

حضور امین شریعت، شبیہ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ و مولانا حکیم مفتی سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذاتِ کریمہ محتاجِ تعارف نہیں۔ علم و فضل، اخلاص و عمل، تقویٰ و طہارت، عفت و پاکدامنی، صدق و وفا، امانت و دیانت، ایثار و قربانی وغیرہ اوصاف جمیلہ و جلیلہ کے آپ حامل تھے اپنے وقت کے ایک عظیم مصلح و محسن، مبلغ و داعی آپ کی زندگی کے شب و روز امّت مسلمہ کی ہدایت و رہنمائی میں گزرے۔ آپ ایک علمی و روحانی خاندان کے چشم و چراغ تربیت یافتہ اور فیض یافتہ تھے آپ کا کوئی بھی لمحہ دعوت و فکر اور اصلاحِ امت سے خالی نہیں رہا، آپ کو خصوصی تربیت حاصل تھی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی اور نگاہِ مفتیٔ اعظم ہند نے آپ کو قیمتی گوہر بنا دیا تھا۔ ایک داعی، ایک مبلغ، ایک مصلح کو جن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے وہ تمام اوصاف آپ کی ذات بابرکات میں نمایاں طور پر موجود تھے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ سارے اوصاف آپ کی پاکیزہ طبیعت میں راسخ ہو چکے تھے آپ صابر بھی تھے مزاج میں سنجیدگی بھی تھی ملنسار، سب سے حسن اخلاق سے پیش آنے والے، تواضع و انکساری کے پیکر، باہمت، ہر محاذ پر ثابت قدم رہنے والے، اللہ کی ذات اور اس کی مدد پر پختہ اعتماد و بھروسا

رکھنے والے، دنیا سے بے نیاز، دین کی طرف پورے طور پر راغب، اپنے پاکیزہ کردار اور قول وعمل کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کرنے والے، فنافی الشیخ اور فنافی الرسول کی منزل پر فائز تھے۔ آپ کے یہاں تکبّر، غرور، خود پسندی، عجب، ریا، جھوٹ، غیبت، حسد، دنیا کی لالچ وغیرہ خصائل رذیلہ وقبیحہ کا دور دور تک گذر نہیں تھا۔ جو بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا وہ آپ کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

زندگی میں چار مرتبہ راقم کو حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور وہ دن تو میری زندگی کا یادگار دن تھا جب دار العلوم انوار مصطفیٰ رائپور میں ممتحن کی حیثیت سے میرا جانا ہوا غالباً ۲۰۰۵ء یا ۲۰۰۶ء کی بات ہے اس وقت حضرت رائپور میں تشریف فرما تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا خدمت کرنے کا موقع بھی نصیب ہوا دل کو اطمئنان حاصل ہوا یہ سوچ کر کہ نامۂ اعمال میں اگر کوئی نیکی نہیں ہے تو کیا ہوا ایک اللہ والے کی خدمت ان شاء اللہ کل میری نجاتِ اخروی کا سامان ہوگی۔ حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں پڑھاتے ہو، کون کون سی کتابیں پڑھاتے ہو میں نے نگاہیں نیچی رکھ کر جوابات دیئے حضرت نے مسکرا کر دعاؤں سے نوازا پھر میں نے کہا حضرت کچھ نصیحت فرما دیجئے فرمایا کہ اساتذہ کو امانتداری اور دیانتداری کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کر کے درس دینا چاہیے، پھر فرمایا کہ میں نے محدّث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھا کہ اگر کسی پروگرام سے واپسی میں رات میں کتنی ہی تاخیر کیوں نہ ہوجاتی کتابوں کا مطالعہ کیے بغیر آرام نہیں فرماتے۔ پھر فرمایا کہ چھوٹی سے چھوٹی کتاب بھی بغیر مطالعہ کے نہیں پڑھانا چاہیے۔

اہل ناگپور کے لیے وہ دن انتہائی سعادت وبرکت کا دن تھا جب حضور دعوت وتبلیغ ہی کے سلسلے میں آل انڈیا سنّی اجتماع میں تشریف لائے عمر کے اس حصّے میں دین کی خدمت کا جذبہ اور عقیدت مندوں کی پرخلوص عقیدت ومحبت آپ کو ناگپور کھینچ لائی اور آپ کی بابرکت شرکت سے اجتماع پوری کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

مولانا اشرف رضا صاحب کو اللہ تعالیٰ حضور امین شریعت کے طفیل دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے جنہوں نے حضرت کے مضامین کو یکجا کر کے انہیں شائع کرایا جس سے ایک علمی ورثہ ہمارے پاس محفوظ ہوگیا انہیں مضامین سے چند اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے جسے پڑھنے کے بعد ہر کوئی یہ محسوس کرلے گا کہ حضور والا نے جس طرح اپنے کردار وعمل کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے اسی طرح آپ نے اپنی تقریر وتحریر میں بھی ایسا اسلوب اختیار فرمایا جس سے قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات امّتِ مسلمہ میں عام سے عام ہوا اور ایسے منفرد اور اچھوتے انداز میں کہ بات پڑھنے والے، سننے والے کے دل پر اثر کرجائے اور ہر سننے والا، پڑھنے والا اپنے اندر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ لے کر اٹھے۔

نماز کے عنوان سے تقریر تو آپ کے والد ماجد حضرت علاّمہ حسنین رضا خان قدس سرہ کی ترتیب دی ہوئی ہے مگر حضور امین شریعت کا اپنی تقریر کے لیے اس عنوان کو منتخب کرنا اور اپنے والد گرامی کی اس تقریر کو محنت سے یاد کرکے لوگوں کے سامنے بیان کرنا یہ بتاتا ہے کہ آپ کو نماز سے کس درجہ محبت تھی نماز کی تحریک کے لیے آپ کے پاکیزہ جذبات کیا تھے مسلمانوں کی نماز سے دوری نے آپ کو کس قدر بے چین کر

رکھا تھا آپ نے اپنی اس تقریر میں اپنے مخصوص لب ولہجہ میں واضح فرمایا ہے کہ ترقی اللہ تعالیٰ نے کس چیز میں رکھی ہے اور وہ کیا اسباب ہیں جو ہمیں ترقی کی راہ سے دور کر کے تنزلی کی طرف لے جارہے ہیں۔

اسلامی تعلیمات پر گامزن رہنے سے کامیابی قدم چومتی ہے اور مغربی تہذیب اور یورپ وایشیا کی تقلید کامیابی کی راہ سے دور لے جاتی ہے۔آج دین سے دوری نے مسلمانوں کو کہیں کا نہ رکھا مسلمانوں کی اسی حالت نے ایک داعی اور مصلح کو بے چین کر دیا اور مسلمانوں کو اسلام کی تعلیمات سے قریب آنے اور اس پر عمل کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

''ہماری آزادی کی بقا اور اس کا عروج ان سب کا مدار صرف ہماری اسلامی زندگی پر منحصر ہے اور ہم بھی اسی وقت ایک زندہ قوم کہلانے کے مستحق ہوسکتے ہیں جبکہ ہماری زندگی خالص اسلامی زندگی ہو ہمیں اللہ و رسول کے حکم پر چلنا چاہیے ہمیں یورپ و ایشیاء کی تقلید سے کیا واسطہ جب ہم صحیح معنیٰ میں مسلمان تھے تو دنیا نے ترقی کی راہیں ہم سے معلوم کیں اور آج ہم اپنے مقدس دین سے بے بہرہ ہو کر سب کچھ کھو بیٹھے اور یہ سب کچھ ابلیس لعین کی غلامی سے ہوا اور ہم اب تک یہ نہ سمجھے کہ یہ اولاد آدم کا وہ بدترین دشمن ہے کہ کبھی کسی انسان کا ہمدرد ہو ہی نہیں سکتا۔''

مسلمانوں کی ترقی اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی میں ہے اور ان کی تنزلی اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی میں ہے اسلام نے ترقی اور تنزلی کی راہیں بتادیں اب اگر ہم ترقی چاہتے ہیں تو اسباب ترقی کو اختیار کرنا ہوگا کہ اس کے بغیر ترقی کا حصول ہو نہیں سکتا اور اگر تنزلی ہی پسند ہے تو اس سے بڑھ کر بیوقوفی کیا ہوسکتی ہے کہ راہِ ترقی کو چھوڑ کر راہِ تنزلی کو اختیار کیا جائے حضور امین شریعت مسلمانوں کو ہلاکت سے بچنے کا نسخہ تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہماری ترقی ہمارا تنزل رب العزت نے بظاہر ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے اب ہم سے زیادہ احمق کون ہوگا کہ ترقی کو ٹھکرائیں اور تنزی کو ازخود اختیار کریں دیکھو جن مسلمانوں نے اللہ اور اس کے پیارے رسول کو راضی کرلیا تھا ان کی شوکت وعظمت کا آج تک دنیا میں ڈنکا بج رہا ہے اور صدیاں گزرنے پر بھی آسمان عزت کے چاند تارے بنے ہوئے ہیں پیارے نوجوانوں تم مسلمان ہو اسلام کی خدمت تمہارا اوّلین فرض ہے اور نماز کی تحریک اسلام کی بہترین خدمت ہے اس تحریک کو اگر تم نے چلایا اور قوم سنبھل گئی تو تم تاریخ عالم میں ایک نیا باب کھول دوگے اور تاریخ کے صفحات میں کوئی اچھی جگہ حاصل کرلو گے آنے والی نسلیں تمہاری تعریف کے گیت گائیں گی دیکھو اس دنیا میں آئے ہو تو لوح ہستی پر کوئی ایسا نقش بنا جاؤ جو صدیوں نہ مٹ سکے انقلاب آتے ہیں حکومتیں مٹتی ہیں قومیں فنا کے گھاٹ اترتی ہیں مگر اللہ کے پیارے بندوں کی عزت وعظمت اور ان کی شہرت میں فرق نہیں آتا وہ سب انقلاب سے پہلے جیسے چمک رہے تھے آج بھی ویسے ہی درخشاں ہیں۔''

رفعت و بلندی، عزت وعظمت اور کامیابی و کامرانی کے حصول کے لیے قرآن کریم نے ایک عظیم نسخہ عطا فرمایا کہ کامل ایمان والے بن جاؤ۔ آج ہمارے ایمان کی کمزوری اور معبود سے ہمارا رشتہ کمزور ہو جانے کا نتیجہ ہے کہ دشمن ہم پر مسلّط ہیں آج بھی اگر ہم مومن کامل ہو جائیں تو عزت، رفعت، کامیابی، کامرانی ہمارے قدم چوم سکتی ہے حضور امین شریعت فرماتے ہیں:

''اب تو تمہاری عزت، ذلت، بننا بگڑنا تمہارے ہاتھ میں ہے دشمنوں کا تسلّط سزا ہے جب تم جرائم چھوڑ دو گے تو سزا بھی ختم ہو جائیگی اور جو کچھ تم سے چھینا ہے تم کو پھر مل جائیگا اللہ تعالیٰ کو تمہاری رسوائی پسند نہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری ذلّت سے سخت ایذا پہنچ رہی ہے ذلّت خود تمہیں نے پسند کر رکھا ہے مومن ہونا شرط عزت ہے تم مومن کامل ہو گئے تو غیرت حق جوش مارے گی اور دنیا کو کروٹ بدلنی پڑے گی۔''

آج مسلمان دشمنوں سے خوفزدہ نظر آتا ہے کاش کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے عبادتوں کا اہتمام کرتا، نمازوں کی پابندی کرتا، اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو بجالاتا تو اسے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا قرآن کریم سورۂ نور آیت ۵۵ کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے حضور امین شریعت مسلمانوں کو دعوت فکر دیتے ہیں:

''اس آیۂ کریمہ کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعلان کر دیا ہے کہ تم نے اگر عبادت کا سلسلہ جاری رکھا تو اس صفحۂ ہستی پر تمہیں کو بادشاہ بنا دیا جائیگا اور تمہارا دین دنیا بھر میں پھیلا دیا جائے گا تم آج دشمنوں سے ڈر رہے ہو لرز رہے ہو تو یہ خوف امن سے بدل دیا جائے گا غور کرو اور سوچو کہ بھلائی سے دین و دنیا ملتی ہے تو بھلائی کیوں نہ اختیار کی جائے اور بھلائی کا سنگ بنیاد نماز ہے تو جو دین و دنیا لینے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نماز شروع کر دے۔''

حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان نے نثر کے ساتھ نظم میں بھی نماز کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے چند اشعار پیش ہیں۔

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی
محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی
ہے انبیاء میں ختم رسل کا جو مرتبہ
ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی
محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھے گا خدا
وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی
سبطین انبیاء و رسل جس قدر ہوئے
کرتے رہے ہیں سب ہی ہدایت نماز کی

محرم الحرام کے مہینے میں بہت سے علاقوں میں مسلمانوں کے درمیان بہت سی غیر اسلامی باتیں رائج ہو چکی ہیں ایسی غلط باتوں سے مسلمانوں کو روکنا ہر داعی اور مبلغ کی ذمہ داری ہے حضور امین شریعت نے اس فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیا اپنے مضمون ''مراسم محرم اور مسلمان'' میں ایسے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدا را خدا سے ڈرو، اپنے اوپر رحم کھاؤ، اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو، غور کرو کہ کل قیامت میں جب ان کے پیارے نانا جان کا سامنا ہوگا جنھوں نے ملّت کی خاطر سب کچھ لٹا دیا تو اس وقت تم کیا جواب دوگے؟ بھائیوں دنیا کبھی کام نہیں آسکتی

کام آئے گا تو دین و مذہب ہی کام آئیگا سوچو اور غور کرو کہ اس غم والم کے ماحول میں یہ دھوم دھڑا کے یہ دوڑ بھاگ باجے تاشے ڈھولکی تھاک اور ننگے ناچ کیا معنی رکھتے ہیں؟ شرماؤ اس برے کاموں پر، توبہ کرو اور ندامت کے آنسو بہاؤ اور یاد کرو حضرت امام عالی مقام اور ان کے مقدس ساتھیوں کی قربانیوں کو، روزے رکھو، نوافل پڑھو، تلاوت قرآن کریم اور نذر و نیاز کرو، غریب و مسکین کو کھانا کھلاؤ تا کہ میدانِ قیامت میں اس کے سامنے سرخرو ہو اور اپنی نیکیوں کا صلہ پاؤ یاد رکھو اور اچھی طرح یاد رکھو کہ امام عالی مقام کی بارگاہ پر وقار کے شایان شان خراج عقیدت و محبت تعزیہ داری و سینہ کوبی نہیں ہے بلکہ ان کی روح پاک کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے جو حضرت امام نے پیش فرمایا اسی مقصد کو زندہ یادگار کربلا سمجھو اسی کو حسین بن علی کی زندگی کا مدعا سمجھو۔''

ہر ایمان والا جانتا ہے کہ نبی کی محبت جانِ ایمان ہے اس کائنات کو مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں بنایا گیا ہمارا وجود، ہماری بقا، ہمارا سب کچھ اسی دولہا مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کا صدقہ ہے اللہ کی عطا سے ان کا حکم یہاں بھی نافذ ہے اور کل قیامت میں بھی اللہ کی عطا سے انہی کا حکم نافذ ہوگا بروز قیامت ان کی شان محبوبی سب پر عیاں ہو جائے گی۔ جو جنت کا مستحق بننا چاہتا ہے اسے جنت نبی کی غلامی سے ہی مل سکتی ہے اور جو نبی کا گستاخ ہے ان کا وفادار نہیں وہ کبھی بھی جنت کا مستحق نہیں ہوسکتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جہنم اس کا ٹھکانا ہے حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے مضمون ''کائنات کا دولہا'' میں اس عنوان پر بہت ہی زبردست اور پیاری گفتگو فرمائی ہے اور اس مضمون میں بھی دعوت و تبلیغ کا پہلو غالب نظر آتا ہے فرماتے ہیں:

''جلسہ ختم ہوتے ہی اپنے بے گانے سب اپنے اپنے گھروں کی راہ لیتے ہیں وہاں بھی یہی ہوگا کہ اس اجلاس عظیم کے ختم ہونے پر دولہا سے سچی محبت رکھنے والے، اپنے دل وجان سے چاہنے والے، ان کے نقش قدم پر چلنے والے، ان کی اتباع و پیروی کرنے والے، ان کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کرنے والے، ان کے حکم کی تعمیل کرنے والے، اپنے اس گھر میں داخل ہوجائیگے جو بہت پہلے سے ان کے لیے تیار ہے جو ابدی راحت وآرام کا گھر ہے اور اتنا خوبصورت و حسین ہے کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی ہے جس کا نام جنت ہے۔''

آگے فرماتے ہیں:

''بعض وہ ہے جنھوں نے سرے سے دولہا کو مانا ہی نہیں اور نہ ایمان لائے اور بعض وہ ہے جنھوں نے بظاہر مانا تو لیکن دل سے نہ مانا اور ان کی قدر و منزلت نہ کی، ان کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کی اپنا بڑا بھائی بتایا، اپنے جیسا بشر کہا، اس دولہے کے علم واختیار کا انکار کیا، ان کی حیات کا انکار کیا اور ان کے لیے مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ بکواس کیں ان کے

لیے ایک دوسرا گھر ہے جس کا نام جہنم ہے، وہ بھی ان کے لیے تیار ہے اس میں آگ ہے، عذاب ہے، کھولتا ہوا پانی ہے، ڈسنے والے سانپ ہیں، ڈنک مارنے والے بچھو ہیں، اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ اب جس کو جو گھر پسند ہو وہ اس کا راستہ اختیار کرے ہمارا کام سمجھانا ہے، تمہارا کام سمجھنا ہے۔''

آج ہم نے نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے جس سے سماج سنورنے کی بجائے بگڑتا چلا جارہا ہے انتقام کی آگ سینے میں جوش مارتی رہتی ہے جس کے سبب ایک دوسرے کو معاف کرنے کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے نہ چھوٹوں پر شفقت رہ گئی نہ بڑوں کا ادب باقی رہ گیا نہ رشتۂ اخوت کا لحاظ رہ گیا آج ہمارا شیرازہ بکھر چکا ہے باہمی اتفاق و اتحاد کے لیے آج بھی تعلیمات نبوی پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ و الرضوان اپنے مضمون ''ہمارا قوی اتحاد اخلاق محمدی کے آئینہ میں'' میں اپنے درد کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''مسلمانوں مقام غور ہے کہ اگر مسلمان سرکار ﷺ کے صرف اس ایک ہی فرمان کی روشنی میں ایک دوسرے کی خطا و قصور کو معاف کرنا سیکھ جائیں ایک دوسرے کے ظلم و زیادتی سے چشم پوشی کرنے لگیں تو کیا پھر بھی ان میں آپس کی پھوٹ باقی رہ سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، اپنے سے بڑوں کا ادب کرنا اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آنا یہ ایک ایسا بہترین عمل اور ایسا زریں اصول ہے جو اتفاق و اتحاد قائم کرنے اور ان کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں بہترین مددگار ثابت ہوسکتا ہے...... علاوہ ازیں اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ نے ہر اس بات کی کہ جس سے رشتۂ اخوت مجروح ہوتا ہو باہمی اتفاق کو ٹھیس پہنچتی ہو اور آپس میں ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوتی ہو سختی سے مذمت فرمائی اور اس سے دور رہنے کی ہدایات فرمائی ہیں۔''

مسلمانوں کو بے راہ روی سے دور رہنے، اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے اور باہمی رشتۂ اخوت کو مضبوط کرنے پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مسلمانوں خدارا اس بے راہ روی سے باز آجاؤ وقت کی نزاکت محسوس کرو خدا و رسول کے تمام احکامات پر بھرپور عمل کرو اور اپنی اخلاقی حالت کو درست کرو اور باہمی رشتۂ اخوت کو مضبوط سے مضبوط تر بنا کر اپنے اسلاف و بزرگوں کی طرح آپس میں ایک مضبوط چٹان بن جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاؤ گے اور
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اللہ تعالیٰ حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر انوار پر رحمت و انوار کی بارش نازل فرمائے اور ہمیں ان کے جیسا خدمت دین کا سچا جذبہ اور اخلاص عطا فرمائے آمین۔

☐☐☐

*الجامعۃ الرضویۃ دارالعلوم امجدیہ ناگپور

تجلیات افکار رضا:

قسط دوم

امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش

مفتی محمد راحت خاں رضوی

وہ رسائل رضویہ جن کا تعلق بنگلہ سے ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے مندرجہ ذیل ۱۳ ر رسائل ایسے تحریر فرمائے ہیں کہ جن کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے:

(۱) راد القحط و الوباء بدعوة الجيران و مواساة الفقراء (۱۳۱۲ھ) (پڑوسیوں کی دعوت اور فقیروں کی غم خواری کے ذریعہ قحط اور وبا کو لوٹا دینے والا)۔

(۲) ہبة النساء فی تحقق المصاہرة بالزنا (۱۳۱۵ھ) (زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل)

(۳) القطوف الدانية لمن أحسن الجماعة الثانية (۱۳۱۳ھ) (جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لیے جھکے ہوئے گوشے)

جماعت ثانیہ بلا اذان واقامت جائز ہے یا نہیں، اس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا اور اس کے جواز پر دلائل پیش فرمائے، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۷ ر میں شامل ہے اور تقریباً ۱۵ ر صفحات پر مشتمل ہے۔

(۴) أوفى اللمعة فی أذان يوم الجمعة (۱۳۲۰ھ) (اذان جمعہ کے بارے میں کامل رہنمائی)

مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق اس رسالے میں دلائل و براہین سے موقف حقہ کی ترجمانی فرمائی ہے مستحکم دلائل سے مزین یہ رسالہ تقریباً ۱۰ ر صفحات پر مشتمل ہے اور فتاوی رضویہ مترجم جلد ۸ ر میں شامل ہے۔

(۵) دفع زاغ زیغ (کوے کی کجی کو دور کرنا) ملقب بہ لقب تاریخی "رامی زاغیان" (۱۳۲۰ھ)

اس رسالے میں آپ نے کوّے کی حرمت کے حکم کو واضح فرمایا ہے اور ساتھ ہی میں دیوبندیوں کے پیشوا امام "رشید احمد گنگوہی" پر کوّے کے متعلق ۱۴۱ ر سوالات بھی قائم کیے ہیں۔

۱۳۲۰ھ سے آج ۱۴۳۸ھ تک ۱۱۸ ر سال کی طویل مدت گزرنے کے باوجود بھی پوری دنیائے دیوبندیت کے لیے چیلنج و قرض ہیں، یہ رسالہ فتاوی رضویہ مترجم، جلد ۲ ر میں شامل ہے اور تقریباً ۲۰ ر صفحات پر مشتمل ہے۔

(۶) آكد التحقيق بباب التعليق (۱۳۲۲ھ) [باب تعلیق کے متعلق تحقیق انیق]

یہ رسالہ ۴۷ ر صفحات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۳ ر میں شامل ہے، نہایت ہی تحقیق و تفصیل کے

ساتھ اس رسالے میں ''تعلیق طلاق'' کے مسائل بیان کیے گیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی مفتی ''مولوی وجیہ اللہ دیوبندی'' باشندہ بنگال کے اس متعلق خلاف شرع فتوی کا دندان شکن اور جواب لا جواب بھی دیا ہے اور اس کے جاہلانہ فتویٰ کو ۲۱ رطریقوں سے رد کیا ہے، ۱۳۲۲ھ سے لے کر اب ۱۴۳۸ھ تک تقریبا ۱۱۶ رسال کی مدت مدید گزر جانے کے باوجود کوئی بھی دیوبندی سورما اس بات کی جرأت نہیں کر کا کہ تحقیق امام کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے ، یقیناً یہ حق کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہے۔

(۷) التحرير الجيد فی حق المسجد (۱۳۱۵ھ) (مسجدوں کے حق میں عمدہ تحریر)

مسجدوں کی چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس موضوع پر تقریباً ۱۹ رصفحات پر مشتمل یہ تحقیقی رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۱۶ رمیں شامل ہے۔

(۸) خير الآمال فی حکم الکسب و السوال (۱۳۱۸ھ) (کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امیدیں)

یہ رسالہ نافع قبالہ اس سوال کہ جواب پر مشتمل ہے کہ روپیہ کمانا کس وقت فرض ہے، کس وقت مستحب، کس وقت مکروہ، کس وقت حرام اور سوال کرنا کب جائز ہے کب ناجائز ہے؟ یہ رسالہ ۱۹ رتحقیقی وتفصیلی صفحات پر مشتمل ہے اور فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۲۳ رمیں شامل ہے۔

(۹) رسالہ مسائل سماع (۱۳۲۰ھ) (قوالی کے مسئلے)

یہ رسالہ سماع و رقص، راگ وسرود، مزامیر و معازف وغیرہ کی مجالس کے لیے جھاڑ و فانوس، شامیانہ وفرش وغیرہ کے تکلفات جو کیے جاتے ہیں، ان کے مسائل و احکام پر مشتمل ہے اس میں ۲۰ رصفحات ہیں اور یہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۲۴ رمیں شامل ہے۔

(۱۰) الدلائل القاہرة على الكفرة النياشرة (۱۳۳۵ھ) (نیچری کافروں کے خلاف دلائل قاہرہ)

یہ رسالہ نیچریوں کے رد پر ہے فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۵ رمیں شامل تقریباً ۳۶ رصفحات پر مشتمل ہے، یہ رسالہ اگر چہ کسی بنگلہ دیشی شخص کے جواب میں نہیں لکھا گیا لیکن اس پر سلہٹ بنگلہ دیش کے عالم ومفتی ''ابونعیم محمد ابراہیم قدس سرہ'' جو مدرسہ عثمانیہ کلکتہ میں بحیثیت مدرس اوّل (صدرمدرس) خدمات انجام دے رہے تھے، ان کی تصدیق اس رسالے میں موجود ہے۔

(۱۱) الجام الصاد عن سنن الضاد (۱۳۱۷ھ) (ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

یہ رسالہ بھی اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ''ض'' معجمہ کو قصداً ''ظ'' یا ''ذ'' بلکہ ''ز'' معجمات پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسروں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے، جس سے بوئے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے، اس کے شرعی حکم کے بارے میں تحریر فرمایا، یہ ۱۹ رصفحات پر مشتمل ہے اوراورفتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۶ رمیں شامل ہے۔

(۱۲) حقة المرجان لمهم حكم الدخان (۱۳۰۷ھ) (مرجان کی صندوقچی حقہ کے ضروری حکم کے بیان میں) یہ رسالہ حقہ پینے اور تمبا کو کھانے کے حکم شرعی کو بیان کرنے کے لیے تحریر فرمایا، یہ رسالہ فتاوی رضویہ مترجم کی جلد ۲۵ رمیں شامل ہے۔

(۱۳)ماحی الضلالۃ فی انکح الھند وبنجالہ (۱۳۱۷ھ) (بنگال اور ہندوستان میں نکاحوں کے بارے میں کوتاہی کومٹانے والا)

یہ رسالہ برصغیر میں مجالس ومحافل نکاح کے اندر پائے جانے والے خلاف شرع امور کے رد کے بیان میں ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے نام سے ہی اشارہ فرمادیا ہے کہ بنگالہ اور ہند کے نکاح میں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں، یہ ان کو مٹانے والا ہے یہ رسالہ ۱۲ رصفحات پر مشتمل ہے، فتاویٰ رضویہ مترجم کی جلد ۱۱ رمیں شامل ہے۔

امام احمد رضا علما ومشائخ بنگلہ دیش کی نظر میں:

تاج العلما، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری (ولادت ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء، وفات ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) بنگالہ کے بلند رتبہ عالم و فاضل، مبلغ و مصلح، مناظر وفقیہ، اردو، عربی، فارسی اور بنگلہ زبان کے شعلہ بیان مقرر و ادیب اور قادر الکلام شاعر اور صاحب کرامت بزرگ تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے آپ کی دینی محبت کیسی تھی، اس کا اندازہ اس نظم سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے اعلیٰ حضرت کے مناقب بیان کرتے ہوئے تحریر فرمائی ہے، نظم سے پہلے جن آداب والقاب سے امام کا تذکرہ کیا ہے پہلے ان کو ملاحظہ فرمائیں:

درمدحِ امامِ اہل سنت، مجددِ ملت، حامیِ سنت، قاطعِ بدعت، پیشوائے عالماں، مقتدائے فاضلاں، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، صاحبِ تصانیف کثیرہ و مقامات عالیہ، شیخ الاسلام، فخر الہند حضرت علامہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ رحمۃ ربہ الباری۔

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
از برائے فخرِ ہند احمد رضا خاں مرحبا
مقتدائے اہل سنت بود آں رشکِ زماں
صاحبِ تالیف وتصنیفات آمد بے گماں
دافع کفر و ضلالت رہبرِ راہِ ہدیٰ
عہدِ حاضر را مجددِ آں امامِ باصفا
گر نبودے ذاتِ پاکش اندراں ہندوستاں
دشمن احمد وہابیاں شدندے اہل آں
نعمتِ عظمیٰ برائے اہل سنت بے گماں
زہر قاتل بود لیکن از برائے وَہبیاں
تربتش را باغِ جنت از اے ربِّ جہاں
استجب یا رب طفیلِ سرورِ پیغمبراں
در بریلی گشت واقع روضۂ پر نور او
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات او
نامِ ناظم گر تو خواہی شیر بنگالہ بداں
منکرانِ سنیاں را سیفِ برّاں بے گماں

[دیوان عزیز شریف، ص:۳۶]

حضرت شیر بنگلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے خاص محبت تھی ویسے ہی آپ کے خلفاو تلامذہ سے بھی قلبی لگاؤ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان قادری لکھنوی پیلی بھیتی (م ۱۳۸۰ھ/

۱۹۶۰ء) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قادری (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) رحمہم اللہ کی شان میں بھی بڑے بڑے آداب و القاب اورنہایت الفت ومحبت کے ساتھ ساتھ نظم کہی ہے اوران کی رفعت وعظمت کو بیان کیا ہے جوان کے دیوان ''دیوان عزیز'' میں موجود ہے۔

حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ القاری سریا کوٹی (م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) بنگلہ دیش کے مشہور شہر چاٹگام میں ایک مرکزی جامعہ کی بنیاد رکھی اوران کلمات کے ساتھ اس مدرسہ کی ابتدا کی گئی ''یہاں مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیاد پر دین کی تعلیم دی جائے گی۔''[ماہ نامہ معارف رضا، کراچی، مارچ ۲۰۱۱ء]

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ القاری سریا کوٹی قدس سرہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ سے نہ یہ کہ صرف محبت تھی بلکہ وہ آپ کو حق وصداقت اور رشد وہدایت کی علامت بھی تصور کیا کرتے تھے۔

مولوی عبدالحمید صاحب شنو پوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نوا کھالی، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی عظمت ورفعت اوران کے بلند پایہ رتبہ و مقام کوان الفاظ میں بیان کیا ہے:

بگرامی خدمت، فیض درجت، مجمع الفضائل، منبع الفواضل، کاشف دقائق شرعیہ، واقف حقائق عقلیہ نقلیہ، محی السنۃ النبویہ، مروج الاحادیث المصطفویہ، صاحب التحقیقات الرائقہ، زبدالسعادت الفائقہ، اعنی مولانا المولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب دام افضالہم۔

بعد ادائے تسلمات فرواں وکورنشات بیکراں معرض آں خدمت یہ ہے۔''[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۱۳، ص ۱۵۵]

مولوی محمد الٰہی بخش صاحب، موضع بیشکٹالی، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کو مندرجہ ذیل آداب والقابات کے ساتھ ذکر کر کے اپنی نیاز مندی وعقیدت واحترام کا اظہار فرمایا:

''قبلہ شفقت ومرحمت وکعبہ عاطفت وراحت واسطہ حصول عزت دوجہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی ایداللہ افضالہم وعم نوالہ دامت شموس عنایاتہم بازرغ ناصی فدویت وارادت رابغازہ مفاخرت وسعادت مانند گل رنگیں ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ ایں احقر رابرائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد، لہٰذا بسیار حیران وسرگرداں ست، ونیز کسے راچنداں غربانوازی بیند کہ بخوب ترین جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ خاطر ایں فدوی را تسکین دہد، وہم تشفی خاطر باشد، لہٰذا بجاد شان کیوان ایوان معروض دارد کہ ازروئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را، بطریق فتاوے عطا فرمایند۔ یعنی قبلہ شفقت ورحمت کعبہ عاطفت ورافت دونوں جہان کی عزت کے حصول کا واسطہ، ہیشگی سعادت کی رسائی کا وسیلہ، اللہ تعالی ان کے جود وکرم کو دوام بخشے، ان کی عنایات کا سورج چمکتا رہے، ارادت وغلامی کی پیشانی فخر وسعادت کے پوڈر سے رنگی پھول کی طرح ہوجائے وہ اپنے مدعا کی گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز کو چند مسائل کی انتہائی ضرورت پیش آ گئی لہذا بہت حیران اور

پریشان ہے نیز اس قدر کسی کو غربا پرور نہیں سمجھتا کہ بہت عمدہ جواب معتبر کتابوں سے نکال کر مفت پیش فرمادیں، جو اس غلام کے دل کو تسکین دے اور قلبی تشفی کا باعث ہو، لہٰذا غلامانہ حیثیت سے بلند وبالا آسمان ہفتم کی سی بارگاہ میں عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورت فتویٰ عنایت فرمائیں۔

"[فتاویٰ رضویہ،مترجم،ج ۲۳]

امام احمد رضا کی نظر بنگلہ کلچر پر

ایک مفتی کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ زمانے کے حالات سے واقف ہو، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ زمانے کے حالات سے نہایت ہی عمدہ طریقے سے واقف تھے، بنگلہ دیش کے حالات سے واقفیت کا اندازہ ان اقتباسات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ایک استفتا کے جواب میں لکھا:

"الجواب:کلیہ در لباس آنست کہ در دے رعایت سہ امرے باید کرد یکے اصل او حلال باشد ہمچو لباس ریشمیں یازری یا رنگین معصر وزعفران کہ مرد را مطلقا روانیست دوم رعایت ستر آنچہ کہ متعلق بستر است چنانچہ مرد رازیر جامہ و زنان آزاد را از سرتاپا ہمہ لباس پیش اجانب وآنچہ پشت وشکم ازناف تا زیر زانوپوشد پیش محارم واگر تنہا پیش شوہر خودست حاجت ہیچ ستر ندارد الا حیا۔ وازفروع اینہم ست کہ لباس بموضع ستر آنچناں چسپیدہ کہ ہیئت آن عضو رانماید کماذکرہ فی ردالمحتار حققناہ فی ماعلقناہ علیہ۔ سوم لحاظ وضع کہ نہ زی کفار باشد نہ طرق وفساق وایں بردوگونہ است یکے آنکہ شعار مذہب ایشان با شد ہمچوں زنار ہنود وکلاہ مخصوص نصاری کہ ہیٹ نامند بس اینہا کفر بودواگر شعار مذہب نیست از خصوصیات قوم آنہا آنست ممنوع ونارروا باشد حدیث صحیح: من تشبہ بقوم فہو منہم۔(سنن ابی داود، کتاب اللباس باب فی لبس الشہر، ج:۲، ص:۲۰۳، آفتاب عالم پریس، لاہور)

یعنی قاعدہ کلیہ لباس پہننے میں یہ ہے کہ اس میں تین امور کی رعایت کرنی چاہئے، ایک یہ کہ اصل میں اس کا استعمال کرنا ناجائز ہو، مثلاً ریشمی یا سنہری لباس یا سرخ یا زرد، زعفرانی رنگ کا لباس کہ علی الاطلاق مرد کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ (دوسری بات) ستر کی رعایت ہو اس لباس میں کہ جس کا ستر سے تعلق ہے، جیسے مرد کے لئے زیر جامہ اور آزاد عورتیں سرے سے لے کر پاؤں تک غیر محرم (اجنبی) مردوں کے سامنے مکمل لباس پہنے ہوں، البتہ محرم مردوں کے روبرو، پشت اور ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک پردہ پوش ہوں، ہاں اگر تنہا شوہر کے پاس ہو تو پھر اہتمام ستر کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اگر شرم وحیا مانع ہو تو الگ بات ہے اور اس کے ذیلی پہلوؤں میں سے یہ بھی ہے کہ لباس محل ستر پر کچھ اس طرح چسپاں ہو کہ اس عضو کی ہیئت نہ دکھائی دے، جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ذکر فرمایا اور میں نے اس کے حواشی میں اس کی تحقیق کردی۔ (تیسری بات) لباس کی وضع کالحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل وصورت اور فاسقوں کے طرز وطریقے پر نہ ہو

اوراس کی دوقسمیں س ہیں: ایک یہ کہ ان کا مذہبی شعار ہو، جیسے ہندوؤں کا زنار اور عیسائیوں کی خصوصی ٹوپی کہ "ہیٹ" کہتے ہیں، پس ان کا استعمال کفر ہے اوراگران کے مذہب کا شعار تو نہیں لیکن ان کی قوم کا خصوصی لباس ہے تواس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع (ناجائز ہے) چنانچہ حدیث صحیح حدیث میں فرمایا: جوکسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہے۔" [فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۲ ص ۱۹۰]

اسی میں ہے: "در صورت اولی محمول بر ظاهر خود ست و در ثانیه بر زجر وتهدید ودر ثانیه امر باختلاف ممالک ومراسم مختلف شود مثلا در بنگاله ساڑی عام ست مرزنان مسلمات و مشرکات راپس از باب تشبه نباشد۔ یعنی پس پہلی دوسری صورت میں یہ اپنے ظاہر پر محول ہے، لیکن دوسری صورت میں ڈانٹ ڈپٹ اور ڈراوے پر محمول ہے اورامر ثانی میں اختلاف مما لک اورمراسم کی بنا پر مختلف ہوجاتا ہے، مثلا بنگلہ دیش میں ساڑھی ایک عام لباس ہے جس میں مسلم اورغیر مسلم دونوں قسم کی شامل ہیں (لہٰذا اس میں کسی ایک کی کوئی خصوصت نہیں) لہٰذا اس اس حالت میں ازقبیل تشبہ نہیں۔"

[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۲ ص ۱۹۱]

ایک مقام پر دھوتی کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں:

"اور فی نفسہ دھوتی کی حالت کو دیکھا جائے تو اس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں بلکہ ساتر ماموربہ کے افراد سے ہے، اصل سنت ولباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لٹکتا چھوڑنے اور پیچھے گھرس لینے کا فرق رکھتی ہے، اس میں کسی امرشرعی کا خلاف نہیں تو دووجہ ممانعت تو قطعاً منتفی ہیں، رہا خاص شعار کفار ہونا، وہ بھی باطل، بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سکان ہندومسلمان سب کا یہی لباس ہے، یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہندو مسلمین یہی وضع رکھتے ہیں، رہے وسط ہند کے شہری لوگ، ان میں بھی فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیرہم جنہیں کم قوم کہا جاتا ہے، بعض ہروقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں۔" [فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۴ ص ۵۳۴]

بنگلہ زبان میں قرآن کے مطالب لکھنے کا حکم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے بنگلہ زبان میں مطالب وشان نزول اور قصص کو قرآن شریف میں عربی زبان کے نیچے لکھنے کے متعلق سوال کیا گیا، اس متعلق آپ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

الجواب: جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔" [فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۳ ص ۷۰۹]

بنگلہ دیش دارالحرب یا دارالاسلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے بنگلہ دیش کو دارالاسلام فرمایا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اپنے فتاویٰ میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ تمام ہندوستان سرحد کابل سے منتہائے بنگالہ تک سب دارالاسلام ہے تو یہاں جتنے شہروقصبات میں (جن کو شہر کہتے ہیں اور وہ نہ ضرور ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں متعدد محلے، متعدد دودائی بازار ہیں، وہ پرگنہ ہیں، ان کے متعلق دیہات ہیں، ان میں ضرور کوئی حاکم فیصل مقدمات کے لئے مقرر ہوتا ہے جسے ڈگری ڈسمس کا اختیار ہے نہ فقط تھانہ دار کہ وہ کوئی حاکم نہیں صرف حفاظت اور تحقیقات یا چالان کا مختار ہے) وہ ضرور سب اسلامی شہر ہیں ا اور ان میں جمعہ فرض

ہے۔''[فتاویٰ رضویہ،مترجم،ج۸،ص۳۷۰]

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:''اس تحقیق سے تمام صورِ مستفسرہ کا حکم واضح ہوگیا جو آبادیاں پرگنہ ہے اوران میں کوئی کچہری ہے(نہ فقط تھانہ یاڈاک خانہ یاشفاخانہ فیصلِ مقدمات کے لئے نہیں ہوتے)اوروہاں سلطنت اسلام ہے یا پہلے تھی اور جب سے غیر مسلم کا قبضہ ہو بعض شعائر اسلام بلامزاحمت اب تک جاری ہیں جیسے تمام بلاد ہندوستان و بنگالہ ایسے ہی ہیں وہ سب اسلامی شہر ہیں ان میں جمعہ فرض ہے۔''[فتاویٰ رضویہ،مترجم،ج۸،ص۳۸۲]

اسی میں ہے:''ہندوستان اور بنگالہ بلاشبہہ شہر دارالاسلام ہیں ان میں جمعہ فرض ہے اس کا ترک سخت گناہ اور اس کا انکار شدید گمراہی ہے۔''[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج۸،ص۴۲۷]

امام احمد رضا اور فیصلہ کرنے والا حاکم

مولوی عبد الحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نوا کھالی، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو مندرجہ ذیل تحریر ایک فتویٰ حاصل کرنے کے لیے ارسال کی اس تحریر کو مکمل پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس رہ کی شان فقاہت اور مقام افتا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علما تو علما بلکہ فیصلہ کرنے والے حاکم بھی آپ کو اور آپ کے فتوے کو نہایت ہی قدر اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے:

''معرض آں خدمت یہ ہے جناب حضور نے جو فتوائے طلاق معلق بالصلوٰۃ کی تحریر فرما کر ارسال فرمائے تھے، بندۂ گم گشتہ نے ملک کو بھیج دیا اور سب علمائے موافق ومخالفین نے دیکھ کر بہت خرسندیں حاصل کیں بلکہ سب علما متفق ہوکر بسبب فرمان فتوائے موصوف کے زوج احمد سے زوجہ مغلظہ کو علاحدہ کیا تھا اور اس پر بہت دن گزر گئے مگر مولوی وجیہ اللہ جو دیوبند سے عنقریب تحصیل کر کے گھر کو گئے، اس نے زوج احمد کو کہا کہ تمہاری زوجہ مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی، تم ہماری رائے پر چلو تو ہم فتوائے ہند کو مردود کردیں گے، چنانچہ احمد علی بھی بوجہ نفع اپنے کے اور بوجہ تعلیم اپنے قول سے منکر ہوگئے، پہلے تعمیم کے منکر اور تخصیص کے راجع، اب بعد چندیں مدت اپنی نیت ظاہر کرتے ہیں کہ نیت ہمارا اعلی الابد کے لئے ہے اور مولوی وجیہ اللہ نے اس وقت کے نیت کے مطابق ایک فتویٰ بھی لکھا، وہی فتویٰ آپ کی خدمت عالی میں ارسال کرتا ہوں اور فتویٰ تحریر کرکے احمد علی کو مدعی بنا کر کچہری میں مقدمہ دائر کئے ہیں، بعدہ اس کے فتویٰ اور آنحضور کی تحریر مبارک دونوں کچہری میں پیش ہوا اور مولوی وجیہ اللہ کو اور اس طرف کے علماؤں کو حاکم نے طلب کیا اور دونوں فتویٰ کے مطلب حاکم کو سمجھا دیئے مگر مولوی وجیہ اللہ نے حضور کے فتویٰ پر اور مذہب کے قیل وقال ناشائستہ بیان کیا مگر حاکم کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہوا اور حاکم نے خود کہا کہ جناب مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کو میں خوب جانتا ہوں اور ان کی حالت مجھے خوب معلوم ہے اور دیوبند کے علمائے لا مذہب کو بھی معلوم ہے کہ میں ہند کی سیر کرنے والا ہوں۔''[فتاویٰ رضویہ،مترجم،ج۱۳،ص۱۵۵]

حسام الحرمین اور علمائے بنگلہ دیش

حسام الحرمین کی تصدیق فرمانے والے ہندوپاک اور بنگلہ

و نیپال کے سینکڑوں کیا ہزاروں علمائے کرام ایسے تھی جن کی تحریری تصدیقات کسی کتاب میں شائع نہ ہوسکیں یہاں پر بنگلہ دیش کے مشہور عالم ومفتی ابو ناظم حضرت علامہ محمد کاظم رحمتی چشتی سراج گنج قدس سرہ کی تصدیق کونقل کیا جاتا ہے جوشیر بیشۂ اہل سنت کی مایہ ناز کتاب ''الصوارم الہندیۃ'' کی زینت بنی ہوئی ہے:

فتاویٰ علمائے کرام ومفتیانِ عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیماً جو مدت سے بنام حسام الحرمین مطبوع ہوکر ملک میں شائع ہورہے ہیں وہ بیشک حق ہیں۔ اور تمام مسلمانوں پر انکے حکموں کوحق جاننا اوران فتووں کے مطابق عمل درآمد کرنا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے۔ مذکورۂ بالا فتاویٰ میں جن لوگوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا گیاہے۔فی الواقع وہ لوگ ان اقوالِ کفریہ اورعقائدِ باطلہ وفاسدہ کی وجہ سے ضرور بالضرور کافر ہوگئے۔ اورجولوگ ان کے ان اقوال پر مطلع ہونے کے بعدانکے کافر ہونے میں شک کریں وہ بھی کافر ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اللہ ورسول سے بےادبی اورگستاخی کی ہے اوران کی شان گھٹائی ہے اوراللہ ورسول سے بےادبی وگستاخی کرنے والا البتہ کافر ہوجاتا ہے اوراس کی نماز ،روزہ، حج،زکوۃ سب اعمالِ نیک ضائع اور بیکار ہوجاتے ہیں۔اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے۔حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

'' اَیُّمَارَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہ، اَوْعَابَہ،اَوْتَنَقَّصَہ،فَقَدْ کَفرَ بِاللہِ تَعالیٰ وَبَانَتْ مِنْہ امْرأتُہ''۔

یعنی جوشخص مسلمان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو برا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ بیشک کافر ہوگیا اوراس کی جورواس کے نکاح سے نکل گئی۔درّ مختار میں ہے:

'' اَلْکَافِرُبِسَبِّ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ لَا تُقْبَلُ تَوبَتُہ، مُطْلَقاً و منْ شك فِي عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَر''۔

یعنی جوشخص کسی نبی کی شان میں بےادبی اور گستاخی کرنے کے سبب کافر ہواس کی توبہ بھی کسی طرح قبول نہیں اور جوشخص اس کے مستحقِ عذاب اورکافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس تمام مسلمانوں پر لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بدعقیدے والوں سے اپنے کوکوسوں دور رکھیں اوران گندم نما جوفروش لوگوں کے دھوکے اورفریب سے اپنے عقائد اوردین وایمان کی حفاظت ونگہبانی کریں ۔و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم و السلام علی من اتبع الھدی۔

راقم بندۂ آثم ابوناظم محمد کاظم رحمتی چشتی سراج گنج بنگال'

(الصوارم الہندیۃ مع التحقیقات لدفع التلبیسات،ص:۱۵۱، ۱۵۲،مرکزی جماعت اہل سنت، پاکستان)

سطور بالاامام اہل سنت سے علمائے بنگلہ دیش کے دیرینہ تعلقات اورآپ سے گہری عقیدت ومحبت کے غماز ہیں۔

□□□

تجلیات افکار رضا:

امام احمد رضا اور تشدد ایک جائزہ

مفتی محمد مقصود ضیائی (کرناٹک)

"۔۔۔۔امام احمد رضا دین ومسلک کے ایک عظیم پاسبان وترجمان کا نام ہے، جن کے فکر ومزاج میں ہرگز تلخی وسختی نہ تھی۔ یہ دیکھئے امام موصوف خود لکھتے ہیں: مقاصد شرع کا ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ رفق وتیسیر پسند فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تضییق وتشدید۔ (فتاوی رضویہ ج ۵/۱۰۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی) ایک دوسری جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز نہیں حاصل ہو سکتے۔ اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی۔ جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتدا میں نرمی کی گئی مگر چوں کہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی تھی اور مصداق ثم لا یعودون حق نا مانا، اس وقت سختی کی گئی۔۔۔۔"

اعتراض۔ دیابنہ کا اعتراض ہے کہ امام احمد رضا سخت متشدد تھے اور اپنے تشدد کی بنیاد پر بڑے بڑے علماء کو کافر کہہ دیا؟

الجواب: اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ السامی (۱۲۷۲۔۱۳۴۰ھ) عالم اسلام کی اس ہشت پہلو شخصیت کا نام ہے جو فکر ومزاج کے اعتبار سے نہایت نرم، حسنِ خلق وکردار کے پیکر جمیل اور احسان ومروت، پیار وشفقت کی اعلیٰ منازل پر فائز تھے۔ اس کے باوجود بھی حریفوں نے ان کی فکر وشخصیت کو شدت پسند، مکفر المسلمین، انگریز نواز اور بدعات ومنکرات کو فروغ دینے والا کہنے اور مشہور وبدنام کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ لیکن حقائق وشواہد اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ امام احمد رضا کو بدنام کرنے کی ان کے مخالفوں نے جتنی بھی سازشیں اور جعل سازیاں کیں، انہیں جب کسوٹی پر پرکھا گیا، جانچا گیا تو اصحابِ فکر وبصیرت پکار اُٹھے کہ جس کے بارے میں اس قدر پروپیگنڈے اور بے بنیاد الزامات واتہامات کی بوچھار کی جا

رہی ہے۔ وہ تو منکسر المزاجی، صلہ رحمی، عفو درگزر اور بلند اخلاق کا ایک مہر درخشاں ہے۔ جس کی تابانی اور ضوفشانی کے آگے بڑے بڑے ہیچ نظر آتے ہیں۔

راقم سطور اپنے اس مقالے میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے فتاویٰ و کتب اور رسائل کی روشنی میں اس بات کو اچھی طرح واضح اور روشن کرنے کی کوشش کرے گا کہ محدث بریلوی پر شدت پسندی اور تندمزاجی کا جو بے اصل الزام لگایا گیا ہے، امام موصوف علیہ الرحمہ کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ بات تو آفتاب کے مانند روشن ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ جس مذہب مہذب کے داعی ومبلغ تھے، وہ مذہب کبھی اور کسی وقت بھی سختی اور تشدد کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ وہ تو ہر وقت نرمی اور آسانی کا پیغام بر ہے۔ دیکھئے قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ:۔ کچھ زبردستی نہیں دین میں۔ (البقرۃ ۲۵۶/۲) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر آسانیاں چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ (البقرۃ ۲ /۱۸۵) ترجمہ: اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ (الحج ۲۲/۲۸۶) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ اور احادیث نبوی ﷺ میں بھی واضح ارشادات ملتے ہیں۔ چند پیش قارئین ہیں۔ ترجمہ: بے شک یہ دین آسان ہے۔ (بخاری ۲۳/۱، رقم ۳۹) حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فلسطین کی طرف بھیجا تو یہ ہدایت فرمائی۔ (بخاری ۱۰۶۳/۲، رقم: ۶۸۸۷، کتاب الاحکام) آسانی پیدا کرنا، تنگی نہ کرنا، خوش خبری دینا متنفر نہ کرنا، باہم خوش دلی سے کام کرنا۔ (بخاری ۶۱/۱، رقم ۷۰ کتاب العلم) آسانیاں پیدا کرو، تنگیاں پیدا نہ کرو، خوش خبریاں پھیلاؤ، نفرتیں مت پھیلاؤ۔ بلا شبہ امام احمد رضا محدث بریلوی نے ہمیشہ اس فکر ونظر کو عام وتام کرتے ہوئے اپنی تعلیمات کے ذریعے مسلمانوں کو بے راہ روی، گمراہی اور بے دینی سے بچانے کی بھرپور کوشش فرمائی، جس کی بے شمار نظیریں آپ کی تصانیف میں جا بجا دیکھی جا سکتی ہیں۔

امام احمد رضا دین و مسلک کے ایک عظیم پاسبان وترجمان کا نام ہے، جن کے فکر ومزاج میں ہرگز تلخی و سختی نہ تھی۔ یہ دیکھئے امام موصوف خود لکھتے ہیں: مقاصد شرع کا ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ رفق وتیسیر پسند فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تضییق وتشدید۔ (فتاوی رضویہ ج ۵ /۱۰۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی) ایک دوسری جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز نہیں حاصل ہو سکتے۔ اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی۔ جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہوجائے۔ یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتدا میں نرمی کی گئی مگر چوں کہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی تھی اور مصداق ثم لا یعودون حق نا مانا، اس وقت سختی کی گئی۔ ربّ عزوجل فرماتا ہے: **یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم**۔ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے **ولیجدوا فیکم غلظۃ** لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائے۔ (الملفوظ/ ۲ ح ۳۲ ا مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی 2006ء)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کس قدر واضح الفاظ میں لکھ رہے ہیں کہ نرمی اور آسانی میں فوائد ہیں مگر مخالفوں کا یہ کہنا کہ وہ متشدد سخت گیر تھے بڑا ہی مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ جب ایک قاری حیاتِ رضا کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ سوال بار بار اُبھرتا ہے آخر ہر وقت امام احمد رضا ہی کو تنقید کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ ماہر رضویا تسعادتِ لوح وقلم پروفیسر مسعود احمد نقشبندی (کراچی) اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: امام احمد رضا سے مخالفت کی سب سے بڑی وجہ مسلک سلف صالحین پر ان کی بے پناہ استقامت اور اس کی اشاعت کے لئے ان کی سرگرمی اور اس مسلک کے مخالفین پر ان کی سخت تنقیدات معلوم ہوتی ہیں۔ بہر کیف امام احمد رضا کی مصلحانہ، مجددانہ، اور ناقدانہ مساعی کا شدید ردِ عمل ہوا۔ طرح طرح کے الزامات لگائے گئے، اور ان کی تشہیر کے لئے پوری توانائیاں صرف کی گئیں، اور جب تک یہ یقین نہیں ہو گیا کہ علمی سطح پر امام احمد رضا کی ہوا اُکھڑ گئی، دَم نہ لیا۔ شاید سطحی نظر رکھنے والوں کی نگاہ میں یہ الزامات کوئی وقعت رکھتے ہوں۔ مگر تاریخ پر جن لوگوں کی گہری نظر ہے ان کو معلوم ہے کہ یہ الزامات بے بنیاد ہیں اور بعض سیاسی و مذہبی مصالح کی بنا پر بھی لگائے گئے ہیں۔ (امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، ص:۸۸)

محبت رسول ایمان ہی نہیں بلکہ جانِ ایمان اور اصل ایمان ہے۔ امام احمد رضا جہاں ایک زبردست عالم، فقیہ اور محدث تھے، وہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے۔ فرماتے ہیں: اے عزیز! ایمان۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور آتش جاں۔ سوزِ جہنم سے نجات۔ ان کی الفت پر منوط۔ جو اِن سے محبت نہیں رکھتا واللہ کہ ایمان کی بو اس کے مشام تک نہ آئی۔ جانِ برادر تو نے کبھی سنا ہے کہ جس شخص کو تجھ سے اُلفت صادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر چیں بہ جبیں ہو اور اس کی محو کی فکر رہے اور پھر محبوب بھی کیسا جن کے ایمان وکان احسان کا جس کے جمالِ جہاں آرا کا نظیر کہیں نہیں ملے گا اور خامۂ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا۔ (مجموعہ رسائل مسئلہ نور وسایہ، ص ۴۷، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

کتنے پیار بھرے انداز میں عشق ومحبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام دیا گیا ہے۔ اس قدر میٹھے بول میں بھی اگر کسی کو تشدد وتلخی نظر آئے تو اس کی آنکھ ودل کا قصور ہے۔ ایک غلام کا اپنے آقا کے ساتھ کیا انداز ہونا چاہیے، امام احمد رضا کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں: اے عزیز چشم خرد میں سرم، انصاف لگا اور گوشۂ قبول سے پنبۂ انکار نکال پھر تمام اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلا سے پوچھتا پھر کہ عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے اور غلاموں کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔ آیا نشر فضائل وتکثیر مائح اور ان کی خوبی حسن سن کر باغ باغ ہو جانا، جامے میں پھولے نہ سمانا یا ردِ محاسن، نفی کمالات اور ان کے اوصافِ حمیدہ سے بہ انکار وتکذیب پیش آنا۔ اگر ایک ناقل مصنف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضی نہ یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار ہے، ورنہ خدا ورسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔ (نور

وسایہ،ص۷۶،مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

جب دین اسلام میں تشدد و سختی ہے ہی نہیں تو امام احمد رضا جو اتباعِ شریعت اور پیرویِ سنت میں اپنی مثال آپ تھے، وہ کیسے سختی پسند اور تلخ آمیز گفتگو کرنے والے ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ کے قلب و روح کو اب بھی تسکین نہ ہوئی ہو تو ٹھنڈے دل سے امام موصوف کے فتاویٰ کا یہ حصہ بغور اور انصاف نظر کے ساتھ پڑھ لیجئے، حقیقت آپ پر خود واضح ہو جائے گی۔ امام احمد رضا لکھتے ہیں: اے عزیز! دین بحمد اللہ آسانی و سماحت کے ساتھ آیا، جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لئے ہمیشہ رفق و نرمی ہے اور جو تعمق و تشدد کو راہ دے گا، یہ دین اس کے لئے سخت ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہی تھک جائے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اُٹھائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان الدین یسر و لن یشدد الدین احدا لا غلبہ فسددوا و قاربوا و بشروا۔ (بخاری ۱۰۱/، رقم ۳۹، کتاب الایمان) بے شک یہ دین آسان ہے اور جو بھی دین میں سختی اختیار کرے گا، دین اس پر غالب آجائے گا اس لئے میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب ہو جاؤ اور بشارت دیتے رہو۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۰۶۲/)

جو دین خود رفق و نرمی کے ساتھ ہی نازل ہوا ہو اُسے امام احمد رضا محدث بریلوی نے سخت کیسے کر دیا۔ یہ بات تو ایک کم عقل و بے علم بھی نہیں کہہ سکتا اور یہاں تو معاملہ بالکل اُلٹا ہے۔ بڑے بڑے جبہ و قبہ والے امام موصوف کو متشدد کہتے ہیں۔ خدا انہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ جو شخص ہر موڑ پر مسلمانوں کو عزیز اور دینی بھائی کہہ کر پکارے وہ متشدد فی الدین ہو یہ سمجھ سے بالاتر بات ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزت اور رفعت و تعظیم کے متعلق کیا ہی خوب نرالے انداز میں قوم مسلم کے لئے ایک پیغام تحریر فرماتے ہیں۔ جو امعانِ نظر کے ساتھ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں:

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر خدائے قہار و جبار جل جلالہ سے لڑائی نہ باندھ۔ وہ تیرے اور تمام جہاں کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا (و رفعنا لک ذکرک) یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی، تمہارا بھی چرچا ہوگا۔ اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہیں ہوگا۔ آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے۔ مؤذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر کریں گے۔ اشجار و احجار آہو و سوسمار و دیگر جاندار و اطفال شیر خوار و معبودانِ کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بہ زبانِ فصیح و بیانِ صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے۔ چار اکنافِ عالم میں (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا غلغلہ ہوگا۔ جز اشقیائے ازل ہر ذرّہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہوگا۔ سبحان ملاء اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، اُدھر تمہارے محمود ورد مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و کرسی ہفت اوراق سدرہ قصور جناں جہاں پر (اللہ) لکھوں گا (محمد رسول اللہ) بھی تحریر فرماؤں گا۔ اپنے پیغمبروں اور اولوا لعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دَم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب

کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اُس میں تمہاری مدح وستائش اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت ایسی تشریح وتوضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں گے اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اُٹھے گی۔ ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیصِ شان اور محو فضائل میں مشغول ہو تو میں قادرِ مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا۔ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صدہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہلِ ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے بے ساختہ پکار اُٹھے۔ لاکھوں بے دینوں نے ان کے محو فضائل پر کمر باندھی مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بہ روز مترقی رہی۔ پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے ورنہ بربّ کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں۔ بالآخر ایک دن تو نہیں تیرا ایمان نہیں عظمت ورفعت ذکر مصطفی ﷺ کا بیان تحریر کرنے کے بعد بطور نصیحت لکھتے ہیں: اے عزیز! سلف صالح کی روش اختیار کر اور ان کے قدم پر قدم رکھ۔ ائمۂ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دائما تسلیم وقبول رہا ہے۔ جب کسی ثقہ معتمد علیہ نے کوئی معجزات یا خاصہ ذکر کر دیا اسے مرحبا کہہ کر لیا اور جیب جان میں بہ طیب خاطر توجہ دی یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی، قصور اپنی نظر کا جانا۔ یہ کبھی نہ کہا کہ غلط ہے، باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں۔ نہ یہی ہوا کہ جب حدیث سے ثبوت نہ ملا تھا، اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے اور کیوں نہ ہو مقتضی عقل سلیم کا یہی ہے۔ (مجموعہ رسائل مسئلہ نور وسایہ،ص ۷۶، ۷۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ)

فرقۂ ناجیہ (یعنی اہلِ سنت وجماعت) کی اتباع و پیروی کے متعلق امام احمد رضا محدث بریلوی علامہ سیدی احمد مصری طحطاوی قدس سرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: اے گروہِ مسلمین تم پر فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقت اہلِ سنت میں ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالف میں ہے اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۹۲۳/، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئ) حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے یہاں تشدد کہاں اور کن کی کتابوں میں ہے، مجھ سے نہیں حضرت خواجہ حسن نظامی کی زبانی سنیے، وہ کیا فرماتے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں: ''مولانا احمد رضا خان صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہیے۔ ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے، وہ بہت جلد کفر کا فتویٰ دوسروں پر لگا دیتے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے مولانا اسماعیل دہلوی اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھیں، جن کو سالہا سال صوفیاء کرام برداشت کرتے رہے۔ ان کتابوں میں جیسی سخت بدکلامی برتی گئی ہے اس کے مقابلے

میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا خان صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے۔ جماعت صوفیا علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا بہادر صف شکن اور سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔ (سہ ماہی افکار رضا ممبئی، ٹائٹل اپریل تا جون ط)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ مسلمانوں کے بہت بڑے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ جو ہمدرد ہوتا ہے اُسے ہمدردی ہی کی فکر ہوتی ہے۔ اب اس ہمدردی کو کوئی کم عقل تشدد سمجھے تو اس کا کیا کیا جاسکتا ہے، بس اس کے حق میں عقلِ سلیم کی دعا کی جاسکتی ہے۔ بدمذہبوں سے میل جول، روابط وتعلقات کے بارے میں موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ اقتباس بڑا ہی پرمغز، فکر انگیز اور معنی خیز ہے۔ امام موصوف لکھتے ہیں: مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہوکر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو، اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو دن رات بلا وجہ فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوہ کرلیں بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں، کیا تم ان سے بہ کشادہ پیشانی ملو گے؟ حاشا ہرگز نہیں۔ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں انسانیت ہے، اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے۔ تمہاری آنکھوں میں خون اُتر آئے گا۔ تم ان کی طرف نگاہ اُٹھانا گوارا نہ کروگے۔ للہ انصاف! صدیق اکبر وفاروق اعظم زائد یا تمہارے ماں باپ؟ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں؟ ہم صدیق وفاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمدللہ کہ اُم المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم جانو اور تمہارا کا۔ (الملفوظ، ص ۹۸ حصہ اول)

قارئین کرام! ان تمام تر تفصیلات وتحریرات کی روشنی میں آپ پر یہ بات عیاں ہوچکی ہوگی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی بہت رحم دل، سنجیدہ اور قوم مسلم کے بہت عظیم خیر خواہ تھے۔ اخلاقی خوبیوں سے خوب مالا مال تھے۔ وہ ہرگز متشدد نہ تھے۔ حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی مبارک پور کا ایک اقتباس پیش کرکے اپنا مضمون ختم کررہا ہوں۔ مولانا موصوف لکھتے ہیں: ''امام احمد رضا اپنے آقا مدنی تاج دار صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور آپ کے وفادار تھے۔ انہوں نے اپنے آقا کی سنتوں سے کبھی انحراف نہیں کیا، وہ کاروبارِ حیات سے لے کر محراب ومنبر تک شریعت وطریقت کے پابند رہتے تھے۔ جس کی آنکھوں میں اخلاقِ نبوی کی تصویریں تیرتی ہوں وہ کبھی ترش رو نہیں ہوسکتا۔ جو نبی رحمت کی اداؤں کا داعی ہو، کبھی شدت پسند نہیں ہوسکتا۔ وہ سراپا انسانیت تھے۔ حقوقِ انسانی کی ادائیگی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ تواضع وانکساری ان کا وصف جمیل تھا۔ ان کی دل آویز زندگی کا مطالعہ کیجئے، محبت ہی محبت نظر آئے گی۔'' (ماہنامہ اشرفیہ، ص، ۳، مارچ ۲۰۰۸ء)

□□□

فکر امم:

ہم تاحیات امریکی واسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں گے

عتیق الرحمن رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کی مذہبی میراث ہے، مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کا مذہبی، ایمانی، قلبی اور روحانی رشتہ ہمیشہ سے رہا ہے، انبیاے سابقین کا قبلہ رہا ہے، اور آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی کعبۃ اللہ شریف سے قبل اسی کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے رہے، یہی وہ مقدس مسجد اقصیٰ ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے انبیاے سابقین کی امامت فرمائی اور سفر معراج کو روانہ ہوئے۔ متعدد آیات وآثار سے مسجد اقصیٰ کی فضیلت اظہر من الشّمس ہے کہ یہاں اور اس کے آس پاس اللہ تعالیٰ نے بے شمار برکتیں رکھی ہیں۔ فلسطین اور بیت المقدس پر اسرائیلی یہودی جابرانہ و ظالمانہ قبضے کے بعد برسوں سے امت مسلمہ اور بالخصوص فلسطینی عوام اسرائیلی دہشت گردی کے خلاف برسرپیکار ہیں، اب تک لاکھوں نہتے فلسطینی اسرائیلی دہشت گردی کی نذر ہوگئے، سینکڑوں آبادیاں ویران کر دی گئیں، ہزاروں خاندان تباہ و برباد کر دیے گئے، عفت مآب خواتین کو زدوکوب کیا جا رہا ہے، گلیوں میں ہنستے کھیلتے بے قصور و بے گناہ بچے موت کی گھاٹ اتار دیے جاتے ہیں، بچے کم سنی میں یتیم کر دیے جاتے ہیں، بوڑھی مائیں جوان بیٹوں کا غم کھا رہی ہیں، سرراہ نہتے بچوں پر گاڑیاں چلا دی جاتی ہیں، بازاروں میں اندھادھن فائرنگ کی جاتی ہے، بھری پُری آبادی پر فضائی حملہ کر کے اجاڑ دیا جاتا ہے۔ غرض اسرائیلی جارحیت وتشدد سے لاکھوں بے گناہ فلسطینی عوام بری طرح متاثر ہوئے۔

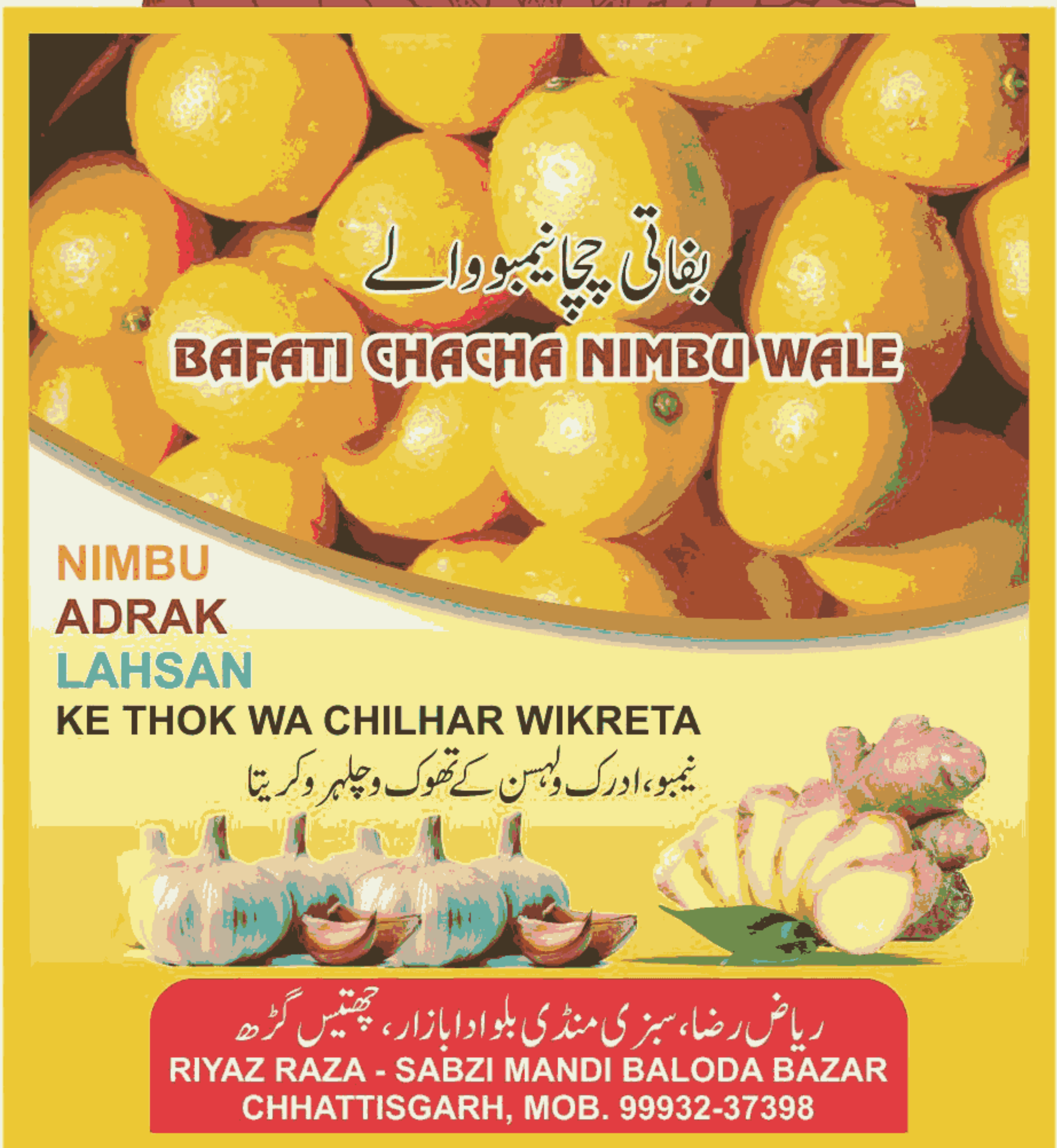
یہ غم کچھ کم نہ تھے کہ اسرائیلی دہشت گردی کو تقویت دینے کے لیے امریکہ نے علی الاعلان یہ بات ظاہر کی کہ ہم یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی تسلیم کرتے ہیں، اور اپنا سفارت خانہ یروشلم میں منتقل کر دیں گے۔ پھر اس جابرانہ اعلان کے بعد دنیا بھر کے ممالک نے ٹرمپ کے اس اسلام مخالف اور جابرانہ فیصلے کے خلاف آواز احتجاج بلند کیا، جس کے نتیجے میں اقوام متحدہ میں ووٹنگ ہوئی، جس میں ہمارے ملک عزیز ہندوستان سمیت 128 ممالک نے فلسطین کی حمایت میں اور صرف 9 ممالک نے مخالفت میں ووٹ دیے، جب کہ 35 ممالک نے غیر حاضری درج کرائی۔ ووٹنگ کے نتائج سے امریکہ و اسرائیل چراغ پا ہوئے اور ”کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق بیان بازیاں شروع کر دیں، وہیں سوشل میڈیا پر مبارک بادیوں کا سلسلہ چل پڑا۔ حالیہ ووٹنگ سے امریکہ و اسرائیل کو خوب اچھی طرح

سمجھ لینا چاہیے کہ مسجد اقصیٰ پر حق مسلمانوں کا ہے، اس لیے اب انہیں اس سلسلے میں مزید کوئی بے وقوفی کرنے کی بجائے مسجد اقصیٰ کو غیر مشروط اور کُلّی طور سے مسلمانوں کے حوالے کر دینا چاہیے، اور فلسطین کی غصب کی گئی اراضیوں کو بھی فلسطینیوں کی تحویل میں دے دینا چاہیے۔

یاد رہے یہ ووٹنگ مزاج کی آئینہ دار ہے، حتمی فیصلہ نہیں۔ اس لیے ہمیں صرف ووٹنگ کے نتائج سے خوش ہو کر خواب خرگوش میں سونے کی ضرورت نہیں۔ یاد کریں ہم نے عہد کیا ہے کہ: ''ہم تا حیات امریکی و اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں گے۔'' خیال رہے یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کا اعلان صرف ایک سیاسی اعلان نہیں بلکہ یروشلم سے مسلم آبادی کو خالی کرانے کی سوچی سمجھی سازش ہے، کسی شہر کو کسی ملک کا دارالحکومت تسلیم کر لینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سارے سرکاری امور کے مرکزی دفاتر کا قیام!!! اور کسی ایک ملک کو چلانے کے لیے کتنے محکمے اور شعبہ جات درکار ہوتے ہیں یہ ہر ذی شعور شخص بخوبی جانتا ہے، اس کے لیے جو وسیع اراضی درکار ہوتی ہے کیا وہ موجودہ یروشلم میں دستیاب ہوگی؟ نہیں تو دارالحکومت تسلیم کر لینے کے بعد امورِ سفارت کی انجام دہی کے لیے مطلوبہ عمارتیں اور دفاتر کا قیام کہاں کیا جائے گا؟ کیا اس کے لیے مسلم آبادیاں خالی کرائی جائیں گی؟ اور جس طرح اسرائیل نے فلسطین کے دیگر خطوں پر غاصبانہ قبضہ جمایا اسی طرح یروشلم میں بھی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فلسطینیوں کی اس زمین کو بھی ہڑپنے کی سازش رچی جائے گی؟

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بیت المقدس کو مسلمانوں سے خالی کرنے کی سازش ہے، جب وہاں مسلم آبادی ہوگی نہیں تو مسجد اقصیٰ پر قبضہ آسان ہوگا، یہ ان کی سوچ کا حصہ ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ امریکی و اسرائیلی مصنوعات سے ہونے والی کمائی کا زیادہ تر حصہ فلسطینی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھانے کے لیے کیا جاتا ہے، یہ ہمارا اخلاقی و قومی فریضہ بھی ہے کہ ہم مسلمانوں پر برسائے جانے والے بم اور گولیوں میں حصے دار نہ بنیں، اور ان کی معیشت کو مستحکم کرنے میں اپنا حصہ شامل نہ کریں، جن سے ہمارے بھائیوں کے خون بہائے جاتے ہیں۔ اور ہر حال میں کسی بھی امریکی و اسرائیلی منصوبے کو کامیاب نہ ہونے دیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ اسرائیلی و امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں، چاہے بازار میں اس کا متبادل نہ ہو تب بھی۔ یاد رکھیں اِن کی مصنوعات ہمارے نہ استعمال کرنے سے ہماری زندگی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، مگر استعمال کرنے سے اسلام دشمن طاقتوں کی معیشت کو مضبوطی ضرور ملے گی اور اسی بنیاد پر وہ لوگ فلسطینی مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں، گولیاں چلاتے ہیں، ان کی آبادیوں پر بم باری کرتے ہیں، ذرا سوچیں ہماری محنت کی کمائی کس طرح ہمارے فلسطینی بھائیوں کے قتل میں استعمال ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ابھی عہد کریں کہ ہم اب سے کبھی بھی امریکی و اسرائیلی مصنوعات کو نہ خریدیں گے، نہ ہی بیچیں گے اور نہ ہی استعمال کریں گے۔

□□□



مراسلت وترسیل زر کا پتہ

QUATERLY AMEEN E SHARIAT

MAULANA ASHRAF RAZA QADRI

BHAI PROVISON STORE OLD BUS STAND

BALDO BAZAR (C.G.) 493332

Mob.: 98378-17726

Mail - 92ashrafrazakhan@gmail.com